18/-

قبروں پر تر شاخ اور پھول ڈالنے کے مسئلہ پر ایک تحقیقی رسالہ

فرائد النور

فی

جرائد القبور

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی

مسلم کتابوی لاہور

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

۱۲ اپریل [illegible]

Marfat.com

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ

قبروں پر تر شاخ اور پھول ڈالنے کے مسئلہ پر ایک علمی و تحقیقی رسالہ

فرائد النور فی جرائد القبور

Serial No.
Price
Date

تصنیف

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی

Jamia Waqis ... Bustan-ul-Aloom Mujahid Abad ...

مسلم کتابوی، لاہور

Marfat.com

بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ الکریم

جملہ حقوق محفوظ

اسمِ کتاب : ـــــ فَوائِدُ النُّورِ فِی جَوائِدِ الْقُبُور

(قبروں پر پھول ڈالنے کا مسئلہ)

مصنّف : ـــــ صدرالافاضل حضرت سید محمد نعیم الدین مرادآبادی

بارِ اشاعت اوّل : ـــ ۱۹ صفر المظفر ۱۴۱۷ھ / ۶ جولائی ۱۹۹۶ء

صفحات : ـــــ ۸۰

تعداد : ـــــ گیارہ صد

ناشر : ـــــ مسلم کتابوی ، لاہور

قیمت : ـــــ ۱۸ روپے

ـــــ ملنے کا پتہ ـــــ

مُسلم کِتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور فون ۷۲۲۵۶۰۵

Marfat.com

فہرستِ عنوانات

نمبر شمار		صفحہ
۱	عرضِ ناشر	۵
۲	تقریظِ امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ	۹
۳	تقدیم	۱۲
۴	اِستفتاء (قبروں پر تر شاخیں گاڑنے اور پھول ڈالنے کے بارے میں)	۱۳
۵	جواب ــــ (دلائلِ از احادیث مبارکہ)	۱۳
۶	فتویٰ مذکورہ کے جواب میں حکیم ہدایت علی صاحب کا جواب	۱۹
۷	تصحیح عبارات کے لیے فریقین کی تحریریں	۲۶
۸	خلاصۂ مبحث	۲۹
۹	حکیم صاحب کے تین اعذار اور اُن کے جوابات	۳۰
۱۰	زیرِ بحث مسئلہ کی مزید تحقیق	۳۳
	(حکیم صاحب کے اعتراضات مع جوابات)	
۱۱	اعتراض ۱: قبروں پر پھول ڈالنا، احادیثِ معتبرہ و اقوالِ مستندہ فقہاء کے خلاف ہے	۳۴
۱۲	اعتراض ۲: قبروں پر پھول ڈالنا ہر شخص کے لیے اس لیے جائز نہیں کہ خصوصیاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا۔	۳۵
۱۳	اعتراض ۳: تخفیفِ عذاب شفاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے۔ (مفہوماً)	۳۶
۱۴	اعتراض ۴: یہ حدیث (قبروں پر تر شاخیں گاڑنا) ایک حالِ خاص کا واقعہ ہے، مفیدِ عموم نہیں	۳۸
۱۵	اعتراض ۵: تخفیفِ عذاب شفاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی، نہ کہ تر شاخوں کی تسبیح کی وجہ سے	۴۱

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ صلعم لکھنا منع ہے	۴۷
۱۶	اعتراض ۶: تخفیفِ عذاب، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے ہوئی، جریدہ (سبز شاخ) کو اس میں کوئی دخل نہیں	۴۹
۱۷	اعتراض ۷: تخفیفِ عذاب شفاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث ہوئی (مفہوماً)	۵۲
۱۸	اعتراض ۸: تخفیفِ عذاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی برکت سے یا دُعا سے ہوئی	۵۳
۱۹	اعتراض ۹: تخفیفِ عذاب، برکتِ دستِ مبارک سے ہوئی نہ کہ تسبیح جریدہ سے	۵۶
۲۰	اعتراض ۱۰: قبروں پر پھول ڈالنا سلف صالحین و ائمہ مجتہدین کا معمول نہ تھا	۶۵
۲۱	اعتراض ۱۱: حضرت بریدہ کی وصیت کو ہم تسلیم نہیں کرتے	۶۶
۲۲	اعتراض ۱۲: یہ حدیث خاص ہے اس کو عُموم پر محمول نہیں کیا جا سکتا	۶۶
۲۳	اعتراض ۱۳: ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے قبر پر شاخیں ڈالنے کو خرگاہ جانا ہے	۶۸
۲۴	اعتراض ۱۴: حضرت بُریدہ کی روایت سے قبروں پر پھول ڈالنا ثابت نہیں	۶۹
۲۵	اعتراض ۱۵: روایتِ فتاویٰ غرائب کیا وُقعت رکھتی ہے؟	۷۳
۲۶	اعتراض ۱۶: یہ چالاکی مجیب صاحب کی قابلِ دید ہے	۷۴
۲۷	اعتراض ۱۷: کوئی شخص ناجی ہی نہیں، جس قدر ہیں سب ناری ہیں مُعذّب ہیں	۷۷
۲۸	علامہ ابنِ حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ	۷۸
۲۹	ماخذ و مراجع	۷۹

Marfat.com

عرضِ ناشر

بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

زیرِ نظر رسالہ "فرائد النور فی جرائد القبور" عالمِ اسلام و سنّیت کی ایک ایسی عظیم شخصیت کے رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہے جو اپنے وقت کے ایک بہترین حافظ، قاری، مُدرّس، مفسّر، محدّث، مصنّف، محقق مفکر، مُدبّر، مقرّر، مُبلّغ، مُرشِد، مُصلح، نقاد، خطیب، طبیب، واعظ اور شاعرِ رسول تھے۔ مناظرِ اسلام حضرت علامہ صوفی محمد اللہ دتا نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جس قدر خوبیاں ایک اُمتی میں ہو سکتی ہیں وہ حضرت گرامی میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ پھر مذکورہ بالا صفاتِ کمالیہ کا تفصیل کے ساتھ ذکر فرماتے اور آخر میں فرماتے کہ آپ سید بھی تھے۔

دنیائے علم و فضل حضرتِ مصنّف کو صدرُالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کے نامِ گرامی سے یاد کرتی ہے۔ صدرُالافاضل علیہ الرحمۃ کو وصال فرمائے تقریباً پچاس سال گزر گئے لیکن ان کی دینی و قومی خدمات آج بھی پوری امتِ مسلمہ کے لیے مینارۂ ہدایت کا کام دیتی ہیں اور مزید دے سکتی ہیں اگر قوم خلوصِ نیت کے ساتھ ان کے کردار و افکار کا مطالعہ کرے۔

نظریاتی و عملی برائیوں کا سدِ باب جس حکمت و فراست کے ساتھ آپ نے کیا، وہ آپ ہی کے شایانِ شان تھا۔ آپ کی دعوت و ارشاد کا سلسلہ فقط مسلمانوں تک محدود نہ تھا بلکہ غیر مسلموں کو دعوتِ اسلام دینا اور کینہ پرور غیر مسلموں کے اسلام پر اعتراضات کے جوابات دینا

Marfat.com

آپ کی تقریر و تصنیف کے اہم موضوعات تھے۔ احقاقِ حق کا لفظ لفظ اس بات پر گواہ ہے کہ صدر الافاضل علیہ الرحمتہ نے آریائی پنڈتوں کے اسلامی ثقافت و عبادات پر حملوں کے ایسے دندان شکن جوابات دیئے ہیں کہ دورِ جدید کے پنڈت اور گرو بھی حضرت صدر الافاضل کے تحقیقی و منطقی استدلالات کے سامنے دم بخود نظر آتے ہیں۔

یہ امر حقیقت ہے کہ حضرت صدر الافاضل کی تمام تصانیف و تالیفات کا ایک علمی و تحقیقی جائزہ پیش کیا جائے تو اہلِ علم کے لیے ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے جس میں اسلامی، فکری، اقتصادی، معاشی اور سیاسی مسائل کے حل کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کے قلم کاروں اور تنقید نگاروں کے لیے ایک ناصحانہ، منصفانہ، معتدل، سنجیدہ اور متین اسلوبِ تحریر کا سبق ملتا ہے۔

حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمتہ کی درج ذیل کتابیں اہلِ نظر کے نزدیک تنقیح و تحقیق کا اعلیٰ درجہ رکھتی ہیں۔

تفسیر خزائن العرفان، الکلمۃُ العلیاء، سیرتِ صحابہ، سوانح کربلا، التحقیقات، کشف الحجاب، اسواط العذاب، کتاب العقائد، گلبن غریب نواز، زاد الحرمین، ابتدائی کتاب، ریاضِ نعیم، آداب الاخیار، اطیب البیان، احقاق حق، فتاویٰ نعیمیہ، پراچین کال، ارشاد الانام فی محفل المولود والقیام، القول السدید وغیرہ۔

حضرت صدر الافاضل رحمۃُ اللہ تعالیٰ کا زیر نظر رسالہ فرائد النور جو کہ قبروں پر سرسبز شاخیں نصب کرنے اور ان پر پھول ڈالنے کی شرعی حیثیت کے متعلق ہے، نئی ترتیب پیرا بندی اور نئی فہرست کیساتھ پیشِ خدمت ہے۔ اسے حسنِ اتفاق کہیے یا کتاب کی برکت کہ دورانِ کتابت ہمارے پیشِ نظر ۱۳۰۴ھ ۱۹۸۴ء میں مبارکپور کا چھپا ہوا کتابچہ تھا، جو نہی کتابت

Marfat.com

آخری مراحل میں پہنچی تو اچانک ایک ملاقات کے دوران استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی مدظلہ نے اظہار فرمایا کہ میرے پاس اس رسالہ کا قدیم نسخہ ہے۔ اُس کے مطابق اس کی تصیحح کرلی جائے تو بہتر ہوگا، چنانچہ راقم چند روز بعد حاضرِ خدمت ہوا تو اُس قدیم نسخہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا جو حضرت صدرالافاضل علیہ الرحمۃ کی زندگی مبارک میں تقریباً ایک صدی پہلے مراد آباد سے چھپا تھا۔ اس کرم نوازی پر اللہ کریم کا جس قدر شکریہ ادا کیا جائے، بہت کم ہے۔

حضرت مفتی صاحب نے ازراہِ لطف وکرم شائع شدہ مبارکپوری نسخہ کا جستہ جستہ مطالعہ فرما کر بعض عربی عبارات کی تصیحح بھی فرمائی اور تقریظِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا عربی سے اُردو ترجمہ بھی کر دیا۔ جزاہم اللہ۔

پیشِ نظر رسالہ کے معرضِ وُجود میں آنے کی وُجوہ کے بارے میں صدرالمدرّسین مرجع العلماء، شارحِ بخاری شریف حضرت علاّمہ مفتی محمد شریف الحق امجدی دامت برکاتہم اپنی تقریظ میں "دُرِّ نایاب" کے صفحہ ۲ پر رقم فرماتے ہیں کہ

> اس رسالہ کا قصّہ یہ ہے کہ حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے قبروں پر پھُول وغیرہ رکھنے کے جواز و اِستحسان کا ایک فتویٰ لکھا، جو انتہائی محققانہ اور سنجیدہ تھا۔ مگر فساد، لڑائی اور اختلاف کی خُوگر قوم اُسے برداشت نہ کرسکی اور ایک نیم مُلاّ اور ساتھ ہی ساتھ نیم حکیم صاحب نے اس فتویٰ کا ردّ لکھا اور اسی لہجے میں لکھا جس کی یہ برادری عادی ہے۔ جناب کی قابلیّت کا یہ عالم ہے کہ عینی شرح بخاری کی ایک عبارت نقل کی، اس میں یہ لکھ مارا قال القسطلانی۔

Marfat.com

بے چارے کو یہ بھی پتا نہیں کہ علامہ عینی علیہ الرحمۃ، علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ سے پہلے گزرے ہیں وہ قسطلانی کا حوالہ دے سکتے ہیں مگر بڑوں کے منہ لگ کر بڑے کہلانے کی بیماری بہت پُرانی ہے اور ہمارے حریف تو اس کے عادی ہیں۔ اس کی وجہ سے عوام میں شورش لازمی امر تھا۔ لامحالہ حضرت صدرالافاضل قُدِس سرّہٗ کو جواب قلم اُٹھانا پڑا اور جب حضرت صدرالافاضل کسی بات کی تحقیق پر اُتر آئیں تو کیا کہنا۔ چنانچہ اس موضوع پر ایسی سیر حاصل بحث فرمائی کہ اب نہ موافق کو کہیں گنجائش کہ کچھ زیادہ کر سکے اور نہ مخالف کو یارائے سخن کہ کچھ کہہ سکے۔

التجا ہے کہ اللہ عزّ و جلّ اپنے حبیب کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے وسیلۂ پاک سے حضرتِ مصنّف علیہ الرّحمۃ کے درجات مزید بلند فرمائے اور اُن کے اس رسالہ سے عاملین و مانعین کو صحیح معنوں میں فائدہ اُٹھانے کا شعور عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

تقریظِ امام احمد رضا قادری رحمہ الباری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ القریب المجیب، وافضل الصلوٰۃ والسلام علی المولی الحبیب والہٖ وصحبہٖ اولی التقریب، جزی اللہ الفاضل المجیب، خیراً ویثیب، وجعلہ کاسمہ نعیم الدین واتم لنا ولہ النعیم یوم الدین فقد غرز فی قبور قلوب المنکرین جرائد فرائد من الحق المبین لیخفف عنھم الرجز ان کانوا منصفین والا فلا دواء لداء المتعسفین اعاذنا اللہ منہ وجمیع المسلمین والحمد للہ رب العالمین۔

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

کتبہ

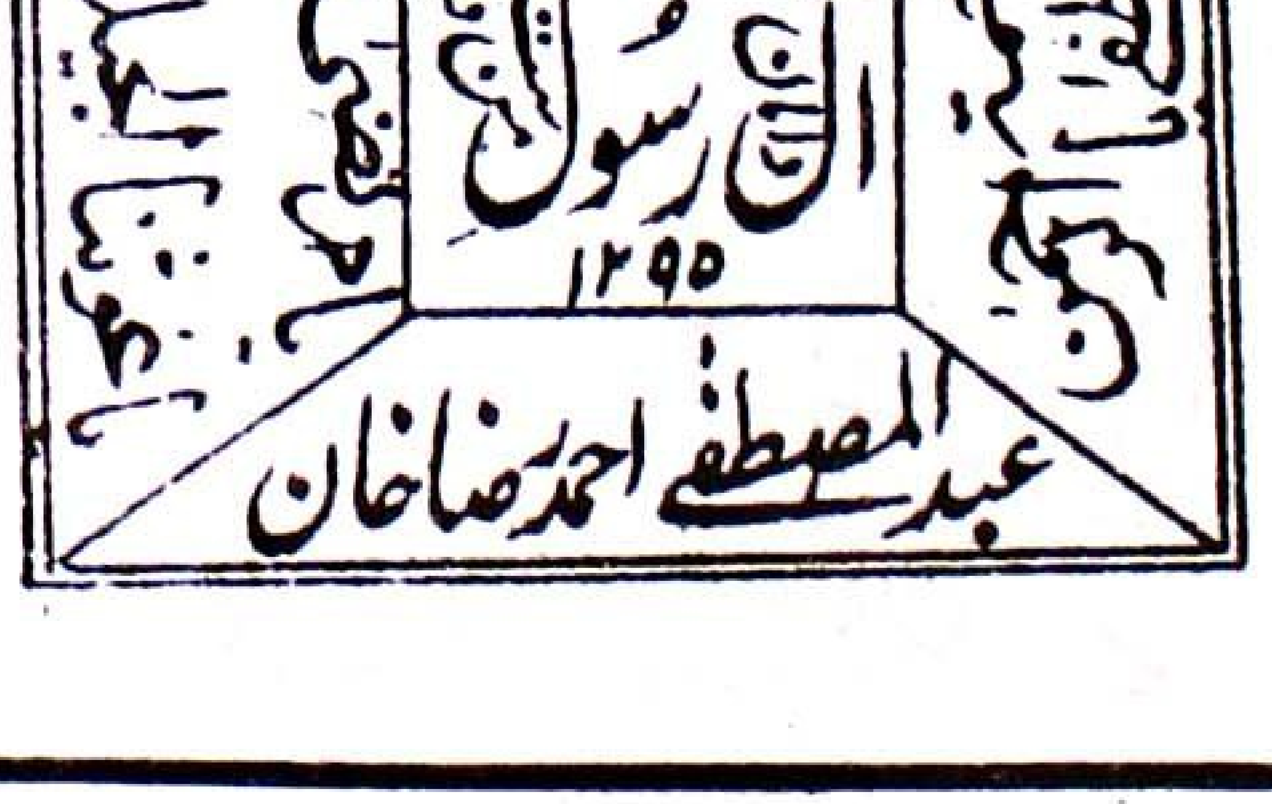

Marfat.com

ترجمۂ تقریظ امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ

از استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو قریب ہے دُعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے، بہترین صلوٰۃ وسلام محبوب آقا پر اور ان کے آل واَصحاب پر جو تقرّب والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جواب لکھنے والے فاضل کو بہتر جزاء اور ثواب عطا فرمائے اور ان کو اُن کے نام کے مطابق دین کا پھول بنائے اور ہمارے لیے اور ان کے لیے روزِ جزاء میں نعمتوں کو تمام فرمائے،

تو واقعی انہوں نے منکرین کے دِلوں کی گہرائیوں میں حقِ مبین کے بے مثال پودے گاڑ دیئے ہیں تاکہ ان گناہوں میں تخفیف ہو جائے، اگر وہ انصاف پسند ہوں ورنہ تو مغرور منکرین کا کوئی علاج نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اس غرور سے پناہ عطا فرمائے۔

الحمد للہ ربّ العالمین

کتبہ عبد المذنب احمد رضا البریلوی

تقریظ ملک العلماء، جامع صحیح البہاری
حضرت علّامہ ظفر الدّین احمد قادری بہاری رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ وآلہ واصحابہ اولی الفضل والجاہ۔

اس فقیر نے حضرت فاضل علّامہ کامل فہامہ مولیٰنا حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی سلّمہ ذوالایادی وحفظہ عن شرالاعادی کا رسالہ مسماۃ بہ فرائد النور فی جرائد القبور مطالعہ کیا۔ اس پر مولانا کی کیا تعریف کروں کہ ایسی تحریر منیر اس کے فضلِ عزیز سے کچھ تعجب نہیں۔ ہاں وہ مضامین عجیبہ جو جانبِ مخالف جناب حکیم ہدایت العلی صاحب نے اپنے مغز شریف سے اُتارے کمال قابلِ استعجاب اُولی الالباب ہیں اور اُن کی میں ہی کیا تعریف کروں۔ ان کی ستائش تو امام عینی نے عمدۃ القاری میں اپنے متاخر امام قسطلانی سے نقل کی ہے۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں اُن کی نسبت فرمایا ہے کہ حضرت ابنِ عمر نے اُن کو خرگاہ جانا ہے اس سے زیادہ تعریف کیا ہو سکتی ہے والسلام۔

محمدی سُنّی حنفی قادری رضوی عبید المصطفٰے ظفر الدّین احمد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحانک یا من یسبح بحمدہ اغصان النخل و اوراق الاشجار ویستلذ بذکرہ السنۃ البقول والریاحین والازھار وان من شیءٍ الا یسبح بحمدہ کل لیل ونھار وھو الرحیم الکریم الغفار والصلوٰۃ والسلام علی من غرس جرید الارشاد وقضیب الھدایۃ فی اراضی القلوب لازالۃ الغوایۃ لیخفف بہ عذاب النار وھو سیدنا وسید الابرار مولانا و مولی الاخیار النبی الامی الامین المختار محمد شفیع المذنبین عند الجلیل الجبار وعلی الہ واصحابہ البررۃ الاخیار الاطہار اما بعد۔

فقیر محمد نعیم الدین خصہ اللہ تعالیٰ بمزید الصدق الیقین مراد آبادی ارباب انصاف کی عالی خدمات میں التماس کرتا ہے کہ اس فقیر نے ایک عزیز کے سوال کے جواب میں قبروں پر پھول اور شاخیں ڈالنے کے استحباب میں ایک فتویٰ لکھا تھا۔ مولوی حکیم ہدایت علی صاحب (جو فریق مخالف کے ایک زبردست عالم سمجھے جاتے ہیں اور مدرسہ مسجد شاہی مراد آباد کے ممتحن اور بعض مدرسین مدرسہ مذکورہ کے استاد بھی ہیں) نے اس کا جواب تحریر فرمایا۔ اب میں پہلے اپنا فتویٰ، اس کے بعد حکیم صاحب کی تحریر نقل کر کے جواب الجواب پیش کرتا ہوں اور حضرات اہل اسلام سے عرض کرتا ہوں کہ بہ نظر انصاف ملاحظہ فرمائیں اور جب میری تحریر میں حق صریح دیکھیں اور صدق و راستی پائیں تو مجھے دعائے خیر سے بھول نہ جائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس دینی خدمت کو میرا کفارۂ ذنوب بنائے۔ آمین ثم آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

Marfat.com

پہلا فتویٰ

قبروں پر شاخیں اور پھول ڈالنے کا بیان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قبر پر شاخ سبز کسی درخت کی ڈالنا اور اس سے تخفیفِ عذاب کی اُمید رکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟ اور پھول ڈالنا بھی جائز ہے یا نہیں ؟

المستفتی محمد سراج الدین محلہ بھٹی مراد آباد

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

وَبَعْد فَاَقُوْلُ بِتَوْفِیْقِہٖ تَعَالٰی قبر پر سبز شاخ کا ڈالنا یا گاڑنا حدیث صحیح مُتَّفَقٌ عَلَیْہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ **حدیث ۱:**

عن ابن عباس قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبرین فقال انہما لیعذبان وما یعذبان فی کبیرا ما احدھما فکان لا یستر من البول وفی روایۃ لمسلم لا یستنزہ من البول واما الاٰخر فکان

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم دو قبروں پر گزرے پس فرمایا کہ یہ دونوں عذاب کیے جاتے ہیں اور کسی بڑے امر میں عذاب نہیں کیے جاتے (یعنی اُن کے خیال میں ان کے عذاب کا

Marfat.com

یمشی بالنمیمہ ثم اخذ جریدۃ رطبۃ فشقھا بنصفین ثم غرز فی کل قبر واحدۃ قالوا یارسول اللہ لم صنعت ھذا فقال لعلہ ان یخفف عنھما مالم ییبسا متفق علیہ۔[1]

سبب کوئی بڑا گناہ نہ تھا لیکن ان میں سے ایک پیشاب سے چھپتا نہ تھا یعنی پیشاب کرتے وقت پردہ کا لحاظ نہ کرتا تھا۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ پیشاب سے بچتا نہ تھا اور لیکن دوسرا، وہ چغل خوری کرتا تھا۔ پھر جناب سرورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خرما کی ایک تر شاخ لے کر اس کے دو حصے کیے پھر ہر قبر میں ایک حصہ کو جما دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ! ا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ آپ نے کس لیے کیا۔ فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں کے عذاب میں تخفیف ہو۔ جب تک یہ دونوں حصے، شاخِ خرما کے تر رہیں۔

حدیث نمبر ۲

عن ابی ھریرۃ قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قبرین فقال ائتونی بجریدتین ناتوہ بھما فجعل احداھما عند رجلیہ والاخری عند راسہ فقال ان ھذا فقال لبعضھم ماینفعہ ھذا یانبی اللہ کان یعذب فی قبرہٖ فقال یخفف عذابہ مادام فیھا ندوۃ[2] (ابن جریر)

حدیث نمبر ۳

عن ابی الحسناء عن ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ مر بقبرین فاخذ سعفۃ او

Marfat.com

جریدہ فشقھا فجعل احداھما علی احد القبرین والشقۃ الاخریٰ علی القبر الاخرہ فسئل فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رجل کان لایتقی من البول والمراۃ کانت تمشی بین الناس بالنمیمۃ فاستنظر بھما العذاب الی یوم القیمۃ (ق فی کتب عذاب القبر)

حدیث نمبر ۴

عن ابی حازم عن ابی ھریرۃ قال مرّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم علی قبر فقال ایتونی بجریدتین فجعل احداھما عند راسہ والاخریٰ عند رجلیہ فقلنالہ یارسول اللّٰہ! اینفعہ ذٰلک قال لن یزال یخفف عنہ بعض عذاب القبر مادام فیھا ندوۃ۔ (ق فی کتاب عذاب القبر)

مَاحَصَل:۔ دوسری اور چوتھی عبارت کا مَاحَصَل یہ ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم ایک قبر پر گزرے اور وہاں ٹھہر کر فرمایا کہ میرے پاس دو شاخیں لاؤ۔ جب لوگ دو شاخیں لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے ایک قبر کے سرہانے اور ایک پاؤں کی جانب لگادی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللّٰہ! کیا اس سے صاحب قبر کو نفع ہوگا۔ فرمایا کہ اس کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی جب تک ان میں تری رہے گی۔ اور تیسری حدیث میں رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کا دو قبروں پر گزرتا اور شاخِ تر کے دو حصّے کرکے ایک ایک حصّہ ایک ایک قبر پر لگانا اور صحابہ کرام کا اسی طرح سوال کرنا اور حضرت (رسول اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم) کا جواب دینا مذکور ہے۔

Marfat.com

اب ان چاروں حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سبز شاخیں قبروں پر لگائیں اور ان سے تخفیفِ عذاب کی اُمید دلائی، تو بے شک تر شاخوں کا قبروں پر لگانا کم از کم مستحب ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل ہے اور نیز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا۔

حدیث نمبر ۵

واخرج ابنُ عساکر من طریق حماد بن سلمة عن قتادہ ان ابا برزة الاسلمی رضی الله عنه کان یحدث ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مرّ علی قبر وصاحبه یعذب فاخذ جریدة فغرسها فی القبر وقال عسی ان یرفعه عنه مادامت رطبة فکان ابوبرزة یوصی اذامت فضعوا فی قبری معی جریدتین قال فمات فی مفازة بین کرمان و قومس فقالوا کان یوصینا ان نضع فی قبره جریدتین وهذا موضع لانصیبهما فیه فبیناهم

قتادہ سے مروی ہے کہ ابوبُرزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث بیان کررہے تھے کہ سرورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک قبر پر گزرے اور صاحبِ قبر اُس وقت عذاب میں گرفتار تھا، پس حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شاخِ خرما لے کر قبر میں گاڑ دی اور فرمایا کہ اس سے تخفیفِ عذاب کی اُمید ہے۔ جب تک کہ یہ تر رہے۔ پھر ابوبُرزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصیت کرتے تھے کہ میرے ساتھ میری قبر میں دو شاخیں رکھ دینا۔ راوی نے بیان کیا کہ ان کی وفات کرمان و قومس کے درمیان ایک جنگل میں ہوئی، لوگوں نے کہا کہ ابو برزہ ہم کو وصیّت

Marfat.com

كذالك اذ طلع عليهم ركب من قبل سجستان فاصابوا معهم سعفا فاخزوا منه جريدتين فوضعواهما معه فی قبره[۳]

کر گئے ہیں کہ ہم ان کی قبر میں دو شاخیں رکھ دیں اور یہ ایسا مقام ہے کہ یہاں شاخیں نصیب نہیں، یہی گفتگو (جاری) تھی کہ سجستان کی جانب سے چند سوار ظاہر ہوئے اور ان کے ساتھ ایک شاخ پائی جس کی دو ٹہنیاں بنا کر ان کے ساتھ اُن کی قبر میں رکھ دیں۔

حدیث نمبر ۶

واخرج ابن سعد عن مؤرق قال اوصی بریدة ان یجعل فی قبره جریدتان۔

اور مؤرق سے روایت ہے کہ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیّت کی کہ ان کی قبر میں دو شاخیں رکھ کر دی جائیں۔

(مذکورہ بالا دونوں احادیثِ مبارکہ سے) اب یہ بھی بخوبی ثابت ہو گیا کہ قبر میں تر شاخوں کا ڈالنا یا گاڑنا جس طرح سنّتِ رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کی ہے اُسی طرح سنّتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بھی ہے۔

ردّ المحتار شرح الدر المختار میں ہے:

ومن الحديث ندب وضع ذالك للاتباع ويقاس عليه ما اعتيد فی زماننا من وضع اغصان الاس ونحوه وصرح بذلك ايضاً جماعة من

خلاصہ یہ ہے کہ تر شاخیں قبر پر رکھنے یا ڈالنے کا اِستحباب حدیث سے ثابت ہے اور اسی پر قیاس کیا جائے جو ہمارے زمانہ میں آس وغیرہ کی شاخیں ڈالنے

Marfat.com

الشافعية وهذا اولیٰ مما قاله بعض المالكية من ان التخفيف عن القبرين انما حصل ببركة يده الشريفة صلى الله عليه وسلّم اودعائه لهما فلا يقاس عليه غيره وقد ذكر البخاری فی صحيحه ان بريده ابن الحصيب رضی الله عنه اوصی بان يجعل فی قبره جريدتان والله تعالیٰ اعلم۔

کی عادت ہوگئی ہے، شافعیوں کی ایک جماعت نے بھی اس کی تصریح کی ہے اور یہ مالکیوں کے اس قول سے اَولیٰ ہے کہ تخفیف دونوں قبروں میں بسبب برکتِ دستِ مبارکِ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاصل ہوئی تھی یا آپ کی دعا سے اُن دونوں کے لیے، پس اس پر قیاس نہ کیا جائے گا اور بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ بُریدہ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر میں کھجور کی دو شاخیں رکھ دی جائیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

اب بحمدہٖ تعالیٰ چھ حدیثوں سے اور فقہ کی کتاب کی صریح عبارت سے قبر پر شاخیں ڈالنے، گاڑھنے کا اِستحباب ثابت ہوگیا۔ رہا پھول قبروں پر ڈالنا، یہ بھی مستحسن ہے چنانچہ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے۔ ووضع الورود والریاحین علی القبور حسن واللہُ اَعلَم۔

کتبہ

العبد المسکین محمد نعیم الدّین خصہ اللہ بمزید الصدق والیقین المرادآبادی غفر الہادی

Marfat.com

اس فتویٰ پر

حکیم (ہدایت علی) صاحب نے یہ جواب لکھا

الجواب

اقول بتوفیقہٖ مجیب صاحب کی تحریر دیکھنے میں آئی کہ جس سے گلُ افشانی قبروں پر شاخ اندازی مقابر پر مجیب صاحب نے حدیث ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اور وصیت حضرت برُیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو استدلال کیا ہے وہ خلافِ احادیثِ معتبرہ و اقوال مستندہ فقہاء کے ہے۔ چنانچہ جو حدیث بہ روایت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ وارد ہے اس کے بارہ میں شیخ عبدالحق رح محدث دہلوی اور مولانا شاہ محمد اسحاق رح دہلوی نے مأتہ مسائل میں لکھا ہے کہ اس سے گلُ و ریاحین کا قبروں پر ڈالنا اور شاخ ہائے تر کا نصب کرنا قبروں پر ہر شخص کے لیے جائز نہیں بلکہ یہ خصوصیاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا اور خطابی جو کہ ائمہ اہلِ حدیث اور سرآمد علمائے سلف سے ہیں، لکھتے ہیں کہ:

سبزہ و گلُ و ریحاں کا قبور پر ڈالنا اس حدیث سے عموماً ثابت نہیں۔ اور صدرِ اوّل میں اس کا پتہ و نشان تک نہیں ملتا اور وصیتِ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی بابت جو اقوال سلف صالحین کے آئے ہیں اُن کو ہم آگے بیان کریں گے تاکہ مجیب صاحب کو یہ امر واضح ہو جاوے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیال سے عام طور پر اِستدلال کرنا کس درجہ پر وُقعت رکھتا ہے۔ محدثین کا قول ہے کہ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاخ ہائے تر

Marfat.com

کو قبروں پر نصب فرمایا تو ان دونوں کے واسطے تخفیفِ عذاب کے لیے دُعا فرمائی اس وقت تک کہ وہ دونوں شاخیں خشک ہوں اور یہ دُعا آپ کی اُن کے واسطے قبول ہوئی۔

کرمانی کا قول ہے کہ ان شاخوں میں کوئی تاثیر تخفیفِ عذاب کی نہیں تھی مگر صرف برکتِ دستِ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تخفیفِ عذاب کی اہلِ قبور سے فرمائی۔

مُلّا علی قاری نے امام نووی سے نقل کیا ہے:

واما وضعها على القبر فقيل انه صلى الله عليه وسلم سال الشفاعة لهما فاجيب بالتخفيف الى ان ييبسا۔

اور ابنِ حجر مکی نے لکھا ہے لعل وجه كلام الخطابي ان هٰذا الحديث واقعة حالِ خاص لا يفيد العموم ولهٰذا توجه له توجيهات سابقه فتدبر فانه محل نظر انتهى اور ابوالحسن مسلم بن حجاج قُشیری نیشاپوری نے اپنی صحیح میں جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل بیان کی ہے جس کا جملہ آخر یہ ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انى مررت بقبرين يعذبان فاجيبت بشفاعتى ان يرفع ذالك عنهما ما دام الغصنان رطبين۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دو قبروں پر گزرا کہ جن کے صاحب پر عذاب ہو رہا تھا پس میں نے اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے شفاعت کی، چنانچہ میری درخواست جنابِ باری عزّ اسمہٗ میں قبول ہوئی اور ان دونوں سے عذاب تا خشک ہونے شاخوں کے، موقوف کیا گیا۔

Marfat.com

اور امام ابوذکریا محی الدین یحییٰ نووی نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تحت میں لکھا ہے۔

اما وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم علی القبر فقال العلماء ہو محمول علی انہ صلعم[1] سال الشفاعتہ لھما فاجیبت شفاعتہ بالتخفیف عنھا الی ان ییبسا۔ اور دوسری جگہ امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے آخر کتاب میں لکھا ہے۔ واما حدیث جابر رضی اللہ عنہ فی صاحبی القبرین فاجیبت بشفاعتی ان یرفع ذٰلک عنھما مادام الغصنان رطبین انتھٰی۔

دوسری نقادانِ فن شریف و ماہرانِ علم حدیث نے قول متمسکین حدیث ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کو بایں طور رَدّ فرمایا ہے کہ شاخہائے تروگل ورباحین کا قبروں پر ڈالنا اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا چنانچہ تورپشتی شارح مصابیح نے شرحِ قولِ صلی اللہ علیہ وسلّم لعلہ ان یخفف مالم ییبسا میں لکھا ہے وجہ ھٰذا التحدید ان یقال انہ سأل بالتخفیف مدۃ بقاء رطوبتھا وقول من قال وجہ ذالک ان الغصن الرطب یسبح اللہ تعالیٰ مادام فیہ الرطوبتہ فیکون مجیرا عن عذاب القبر لاطائل تحتہ ولاعبرۃ بہ عند اھل العلم انتھی۔

اور ابن ملک رحمتہ اللہ علیہ شرح مصابیح میں لکھتے ہیں قولہ ثم اخذ جریدتۃ رطبتۃ۔ الجریدۃ غصن النخل یعنی اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جریدۃ رطبۃ فشقھا بنصفین

---

[1] علماء کرام نے ایسا لکھنا ممنوع قرار دیا ہے صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا چاہیئے۔ صحتِ نقل برقرار رکھنے کے پیشِ نظر ایسا درج کیا گیا ہے۔

Marfat.com

نغرز کل نصف علی قبر وقال لعله ان یخفف ویزال عنهما العذاب مادام ھذان الغصنان رطبین وسبب تخفیف العذاب عنهما مالم ییبسا انہ صلی اللہ علیہ وسلم سأل اللہ ان یخفف عنهما ھذا القدر لوصول البرکۃ الیہما لانہ رحمۃ لایمر بموضع الا صابہ برکتہ ولیس تخفیف العذاب بخاصیۃ الجریدۃ الرطبۃ لان الجمادات کالکعبۃ والمسجد لم یثبت نص فی تفضیل الرطب علی الیابس انتھٰی۔

ابنِ امیر حاجؒ نے مدخل میں بعد رد کرنے قول متمسکین کے کہا ہے۔ ان الراحۃ انما حصلت عن المیتین ببرکۃ ید النبی صلعم انتھی۔

اور ابنِ طاہر نے مجمع البحار میں لکھا ہے ولیس فی الجریدۃ معنی یخصہ وانما ذالک ببرکۃ ید النبی انتھٰی۔

اور علامہ عینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے۔ واما ما ورد عنہ صلی اللہ علیہ وسلم من وضع الجریدۃ فھو خاص بہ صلی اللہ علیہ وسلم انتھٰی۔

ان تمام روایات، احادیث واقوالِ آئمہ حدیث ونیز آئمہ فقہا سے ثابت ہو گیا کہ شاخہائے تر میں کوئی خاصیت تخفیفِ عذاب نہیں ہے اور جو وقوع میں آئی وہ صرف دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور برکت دستِ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلف صالحین وائمہ مجتہدین سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ اُن کا بھی یہ معمول تھا۔ اگر مجیب صاحب کو یہ ثابت ہو گیا ہو کہ یہ حکم عامۂ مومنین کے لیے ہے تو خیرُ القرون سے ثابت فرما دیں اور جو کہ حضرت بُریدہ کی

Marfat.com

وصیت اور روایت سے اِستدلال کیا ہے کہ شاخہائے تر کا قُبور پر ڈالنا عموماً جائز ہے۔ ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے اس لیے حضرت بُریدہ نے اپنے اجتہاد پر کوئی نصِ صریح نہیں بیان کی، بلکہ ان کی رائے تھی۔ چنانچہ علامہ عینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے۔

واما ما مر من ایصاء بریدة فاجاب عنه القسطلانی کان بریدة حمل الحدیث علی عمومه ولم یره خاصاً ولکن الظاهر من تصرف المؤلف ان ذالك خاص المنفعة بما فعله صلعم ببرکة الخاصة به وان الذی ینفع اصحاب القبور انما هو الاعمال الصالحة فلذالك عقبه بقوله ورای ابن عمر رضـ نسطاطاً انتهیٰ۔

یعنی وصیتِ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی جو گزری اس کا جواب قسطلانی نے یوں دیا ہے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو محمول عُموم پر کیا ہے اور اس بات کا لحاظ نہیں کیا کہ یہ حدیث خاص ہے لیکن ظاہر تصرّفِ مؤلف سے یہ بات ہے کہ یہ منفعتہ خاصّہ آپ کے فعل اور برکت مُختصّہ سے تھی اور اصحابِ قبور جو نفع یاب ہوتے ہیں وہ عملِ صالح سے ہوتے ہیں۔ اسی واسطے علّامہ قسطلانی نے تعاقب فرمایا ہے اور کہا ہے کہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو خرگاہ جانا ہے۔ تیسرے یہ کہ اس حدیث سے گُل و ریاحین کا ڈالنا ہرگز ثابت نہیں جیسا کہ بعض نے سمجھا ہے۔ چنانچہ محمود بن احمد عینی کہ شراحِ محدثین سے و نیز فقہائے معتمدین سے ہیں،

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں۔

وما یفعله اکثر الناس من وضع ما فیه الرطوبة من الریاحین

Marfat.com

والمقول علے القبور لیس بشئ یعنی جو اکثر لوگ گلِ وریحان اور تر چیزیں قبروں پر رکھتے ہیں یہ کوئی شے نہیں ہے اور گلِ وریحان کا قبروں پر ڈالنا بطور تنزیں ہے تو یہ امر بھی مُجوّزین کے مفید مطلب نہیں جیسا کہ اس کی تردید شاہ محمد اسحاق نے مأتہ مسائل میں فرمائی ہے۔

اور نیز فتاویٰ قرطبیہ میں ہے۔ لا یوضع[۱۳] الورد والریاحین علی القبور لانه من باب الزینة انتھیٰ اور مفید المومنین میں ہے وضع[۱۴] الورد والریاحین علی القبور بدعة یعنی گلِ وریحان کا قبور پر ڈالنا بدعت ہے اور منہاج العارفین میں مرقوم ہے یکرہ[۱۵] وضع الورد علی القبور انتھیٰ یعنی گلاب کے پھولوں کا قبروں پر رکھنا مکروہ ہے۔

اور جو مجیب صاحب نے اثباتِ مدّعیٰ کے لیے عبارتِ عالمگیری نقل کی ہے اس کا حال یہ ہے کہ اوّل تو اس کا ماخذ فتاویٰ غرائب ہے اور جو لوگ کہ مجوّز اس فعل کے ہیں وہ بھی فتاوےٰ غرائب سے ہی لیتے ہیں۔ تو یہ اَمر ہر ذِی عقل و فہم پر ہوَیدا ہے کہ روایت فتاویٰ غرائب بمقابلہ احادیث کثیرہ و آثار صحابہ و روایاتِ کتُبِ معتبرہ فقیہ کیا وقعت رکھتی ہے۔ سوائے اِس کے یہ چالاکی مجیب صاحب کی قابلِ دید ہے کہ بقولے میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو تھو۔ مفید مطلب عبارت جو فتاویٰ عالمگیری تھی اس کو تو خوشی خوشی لکھ دیا اور غیر مفید عبارت جو اُس کے ہی آگے ہے نظر انداز کی۔ اصل عبارت فتاویٰ عالمگیری کی یہ ہے۔ وضع[۱۶] الورد والریاحین علی القبور حسن وان تصدق قیمته کان احسن اوّل تو مجیب صاحب نے اس بددیانتی سے کام لیا کہ پورے مسئلہ فتاویٰ کو بیان نہ فرمایا۔ دوسرے یہ کہ لفظ حَسَن اور اَحْسَن میں بھی مجیب صاحب نے

Marfat.com

امتیاز نہ کیا کہ قول مفتیٰ بہ کو کس لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

اب پورے طور سے ناظرین با انصاف کو ظاہر ہو گیا کہ شاخہائے تر میں کوئی کیفیتِ خاصہ باعثِ تخفیفِ عذاب کے عام طور پر ایسی نہیں رکھی گئی ہے کہ ہر کس و ناکس شاخوں کو قبروں پر لگا دے اور صاحبِ قبر کو اس کے لگانے سے تخفیفِ عذاب ہو جیسا[1] کہ مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب[2] اور شیخ عبد الحق[3] محدث دہلوی[4] امام خطابی[5]، امام[6] نووی و تورپشتی[7] شارحِ مصابیح و ملا[8] علی قاری و ابن[9] الملک و ابن[10] الحاج و ابن طاہر[11] صاحب مجمع البحار و عینی شارح بخاری و مؤلف[12] فتاویٰ قرطبیہ اور صاحب[13] مفید المومنین و صاحب[14] منہاج العارفین اور صاحبِ قسطانی عمدۃ القاری شارحِ بخاری و کرمانی اور ابن حجر مکی رحمہم[15] کے اقوال سے متحقق و ثابت ہو گیا کہ گل و ریاحین و شاخہائے تر کا قبور پر ڈالنا ہرگز ہرگز ثابت نہیں بلکہ مکروہ تحریمی و بدعت ہے اور ایک امر یہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برائے تخفیفِ عذاب اُن شاخہائے تر کو نصب فرمایا تھا۔ جب عام طور سے یہی فعل مسنون قرار دیا جاوے گا تو یہ بھی اس کے ساتھ ضرور ماننا پڑے گا کہ ہر صاحبِ قبر معذب بعذابِ الٰہی ہے۔ اس میں تمام علماء و صالحین و اولیاء کاملین و آئمہ مجتہدین و اکابر معتمدین داخل ہو گئے۔ اس بنا پر بعقیدۂ مجیب صاحب یہ لازم آوے گا کہ کوئی شخص ناجی ہے ہی نہیں، جس قدر ہیں وہ سب ناری و معذب نعوذ باللہ منہا بفحوائے حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظن المؤمنین خیرا کا حکم اور مجیب صاحب کا یہ گمان ایسے ہی ظنونِ فاسدہ و خیالات واہیہ کے باب میں ان بعض الظن اثم ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے وما علینا الا البلاغ المبین۔

کتبہ: محمد ہدایت العلی الکھنوی تجاوز اللہ عن ذنبہ الخفی والجلی۔

Marfat.com

منقولہ عبارات کی تصحیح کے لئے فریقین کی تحریریں!

حکیم صاحب سے تصحیح نقل کے لیے جو کتب منقول عنہا کی طلب میں تحریریں کی گئیں اور حکیم صاحب نے اُن کے جواب لکھے وہ یہ ہیں۔

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی نَبِیِّہِ الۡکَرِیۡمِ

جناب حکیم مولوی محمد ہدایت علی صاحب آپ نے جو عبارتیں مسئلہ وَضعِ الجَرِید علَی القبر کے جوابُ الجواب میں تحریر کی ہیں اُن کی تصحیح نقل کے لیے کتب منقول عنہا کی ضرورت ہے لہٰذا معروض ہے کہ براہِ کرم ایک ایک کتاب بھیج دیا کریں۔ جب اس کو پہنچا دیا جاوے تو دوسری مرحمت فرما دیا کریں تاکہ عبارتِ منقولہ کی مطابقت کتبِ منقول عنہا سے کی جاوے۔ اگر اس سے بظاہر کچھ حرج معلوم ہوتا ہو تو فقیر کو ایسا وقت بتادیں کہ جناب کے دولت خانہ پر حاضر ہو کر خود فقیر تصحیح عبارات کرے کہ فقیر کو دینی خدمت کے لیے آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہونے میں بحمدہٖ تعالیٰ کسی قسم کا تکلف نہیں۔ اُمید کہ جواب سے ممتاز فرمادیں۔ وہ کتابیں جو تصحیح نقل کے لیے درکار ہیں یہ ہیں۔
تورپشتی شرح مصابیح شرح مصابیح ابن ملک، مدخل ابن الحاج عینی شرح بخاری، فتاویٰ قرطبیہ، مفید المومنین، منہاج العارفین۔

حکیم صاحب نے اس کے جواب میں یہ تحریر بھیجی:

جناب مولوی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، چونکہ میں نے جابجا

Marfat.com

سے کتابیں منگوائی تھیں۔ بعد تحریرِ عبارات واپس کیں، اُن کے مقامات میں آپ کو بتائے دیتا ہوں۔ کتب خانہ ریاست رام پور، مقام پٹنہ مولوی شمس الحق صاحب محمدی دہلی، مولوی شریف حسین صاحب مرحوم، مولوی عبدالسلام صاحب کے پاس سے۔ اگر آپ کو خدمتِ دینی تہ دل سے شوق ہے تو مقاماتِ مذکورہ میں تشریف لے جاکر ملاحظہ کتب فرمالیجیے یا اُس کا خرچہ مجھے مرحمت فرمایئے کہ میں آپ کو برائے چندہ منگوادوں مگر کتابوں کا بہ حفاظت رکھنا اور اُن کی آمد ورفت کا خرچہ آپ گوارا فرماویں اور کتب مطبوعہ کے ہونے میں اگر آپ کو شک ہے تو علمائے دیندار سے ان کی تصحیح فرمالیجئے۔ اس کو یقین جانیے کہ عبارت ہر ایک کتاب بعینہٖ نقل کی گئی ہے کیونکہ عبارت کی نقل میں ایک نوع کی ذمہ داری ہوتی ہے اور یہ تو لچوروں کا کام دیتی ہے کہ خود مطلبی کے موافق تو نقل عبارت کردے اور جو مخالف ہے اس کو نظرانداز کردیا اس کا خیال نہ فرمائیے گا انشاء اللہ تعالیٰ بعینہٖ عبارت جیسی نقل کی گئی ہے سرِ مُو اُس میں فرق نہ ہوگا۔ فقط

راقم محمد ہدایت علی عُفےعنہ

پھر میں نے حکیم صاحب کی خدمت میں یہ لکھا۔

مکرمی جناب مولوی حکیم ہدایت علی صاحب۔ عنایت فرماکر پورا پتہ اُن حضرات کا تحریر فرمایئے کہ جن سے آپ نے کتابیں منگائی تھیں اور نیز یہ بھی تحریر فرمایئے کہ کس کس مقام سے کون کون سی کتابیں منگائی تھیں؛ کتابوں کی آمدورفت کا خرچہ بھی تحریر فرمایئے۔

الراقم

محمد نعیم الدین، ۲ شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ

Marfat.com

حکیم صاحب نے یہ جواب تحریر فرمایا

السلام علیکم۔ مجھے یاد نہیں کہ کس کس مقام سے کون کون سی کتابیں منگوائی تھیں، بہر حال مقاماتِ مذکورہ سے اکثر کتابیں آئی ہیں۔

محمد ہدایت علی عفے عنہ

اس کے بعد حکیم صاحب کے پاس یہ رقعہ لکھا۔

جناب مولوی صاحب عنایت فرمائے من!

بارہا لکھ کر ایک ہی امر کے متعلق تکلیف دیتے ہوئے شرم آتی ہے، مگر بہ مجبوری لکھنا پڑتا ہے۔ اس لیے کہ جناب لکھتے وقت پوری توجہ نہیں کرتے جو دوبارہ لکھنے کی حاجت نہ رہے۔ میں نے تین باتیں دریافت کی تھیں۔ ایک تو یہ کہ پورا پتہ اُن حضرات کا تحریر فرمائیے کہ جن سے آپ نے کتابیں منگائی تھیں، دوسرے یہ کہ کس کس مقام سے کون کون سی کتاب منگائی تھی۔ تیسرے یہ کہ کتابوں کی آمد و رفت کا خرچہ کیا ہے؟ ان میں سے صرف اس کا جواب دیا گیا کہ کون کونسی کتاب کہاں سے منگائی تھی باقی دونوں باتوں کا کچھ جواب نہ لکھا گیا۔ اس لیے پھر مکلف ہوں کہ مہربانی فرما کر پورا پتہ اُن حضرات کا جن سے کتابیں منگائی تھیں اور مقدار خرچ آمد و رفتِ کتب تحریر فرمادیں۔

محمد نعیم الدین عفاعنہ المعین ۴ شعبان المعظم ۱۳۲۵ھ بروز جمعہ

اس کے جواب میں

حکیم صاحب نے تحریر مسطورہ ذیل بھیجی۔

جناب مولوی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے ایک عزیز دہلی میں مدرسہ مولوی عبدالسلام میں پڑھتے ہیں اور مولوی

Marfat.com

عبدالسلام سے اور مولوی شمس الحق صاحب سے مقام پٹنہ سے از حد ملاقات ہے۔ ان کے یہاں کی کتابیں بوقتِ ضرورت اُن کے ہاں جاتی ہیں ایسے ہی ان کے ہاں آتی ہیں۔ چنانچہ میں نے اُن عزیز کو لکھا تھا، وہ اس درمیان میں میرے پاس آئے تھے، ان کی معرفت کتبِ مذکورہ مجھے وصول ہوئیں، میں نے خود براہِ راست نہیں منگوائی تھیں۔ اگر آپ کو کتبِ مذکورہ کے دیکھنے کا شوق ہے تو دہلی یا مقام پٹنہ عظیم آباد تشریف لے جایئے وہ مشہور آدمی ہیں غالباً آپ کو کتب کے دکھلانے میں ان کو دریغ نہ ہوگا۔ میں ایک صلاح آپکو دیتا ہوں کہ آپ خود مقاماتِ مذکورہ میں تشریف لے جایئے اور کتب مذکورہ کا ملاحظہ کر لیجئے۔ منگوانے کے اخراجات کو آپ گوارا نہیں کر سکتے ہیں۔ پہلے لوگ تو دین کی طلب میں مہینوں کے سفر کو آسان جانتے تھے۔ اب تو ریل ہے کچھ سفر کرنا مشکل نہیں، دو ایک روز کا سفر ہے۔

دوسرا طریقہ جو اس سے بھی آسان ہے وہ یہ ہے کہ آپ مختلف علماء کو تحریر فرما دیجئے کہ یہ کتابیں آپ کے یہاں اگر موجود ہوں تو از راہِ عنایت مسئلہ معلومہ اُن کو تحریر فرما دیجئے۔ اس میں چند ٹکٹ آپ کے البتہ خرچ ہوں گے۔ سوا اس کے اُن کی بھی تحقیق آپ کو ہو جائے گی۔

زیادہ والسلام محمد ہدایت العلی عفی عنہ

(یہ عبارت حکیم صاحب نے دستخط کرنے کے بعد لکھی ہے)

خلاصۂ مبحث

۱۔ قبروں پر شامیں جمانے کے باب میں میں اپنے پہلے فتویٰ میں چھ حدیثیں پیش کر چکا ہوں اور اس مسئلہ کو صاف طور پر لکھ چکا ہوں۔

۲۔ حکیم مولوی ہدایت العلی صاحب نے جو جواب لکھا ہے اسے اگر کسی وقت

Marfat.com

نظرِ انصاف سے خود ملاحظہ فرمائیں گے تو یقیناً شرما جائیں گے۔

حاصِل کلام

اب میں یہ دکھاتا ہوں کہ حکیم صاحب نے میرے اِستِدلالوں کا کیاجواب دیا۔

۱۔ میں نے مشکوٰۃ شریف و کنزُ العمّال سے چار حدیثیں اس مضمون کی نقل کی تھیں کہ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبروں پر تر شاخیں لگائیں اور یہ فرمایا کہ جب تک یہ تر رہیں گی، ان قبر والوں کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

۲۔ حکیم صاحب نے اس کے جواب میں چار عُذر کیے۔

پہلا عُذر

یہ کہ یہ مضمون احادیث و اقوال مُستندہ فقہا کے خلاف ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جناب نے میرے مدّعا کے خلاف ایک حدیث بھی پیش نہ فرمائی۔ اگر جناب کی نظر سے احادیثِ معتبرہ اس حدیث کے خلاف گزرتیں تو ضرور پیش فرماتے، مگر نہ پیش کی، اور نہ پیش کر سکتے تھے۔ وَلہٰذا زبانی اِدّعائے باطل پر ٹال گئے۔

میں اب عرض کیے دیتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس مضمون کے خلاف جناب کو ایک حدیث نہ ملے گی هَاتُوبُرْهَانَكُمْ۔ یہی حال اقوالِ فقہا کا ہے میں نے فقہ حنفی کے معتمد کتابوں، فتاویٰ عالمگیری اور ردّ المختار سے اس کا جواز و اِستحباب ظاہر کر دیا تھا۔ حکیم صاحب اُن کے مخالف کوئی عبارت کُتبِ فقہِ اَحناف سے نہ لا سکے۔ یہ عجب حکمت ہے کہ دعویٰ فرمانے میں گاؤ زبان اور ثبوت دینے میں ریشہ خطمی۔

حکیم صاحب کا <u>دوسرا عُذر</u>، یہ ہے کہ یہاں تر شاخیں جمانے سے

Marfat.com

عذاب میں تخفیف ہونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جناب کا یہ فرما دینا محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے کوئی مختص پیش فرمایئے اور اصولِ فقہ کی طرف توجہ کیجیے جہاں یہ مُصرّح ہے کہ نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے افعالِ شریفہ کا ادنیٰ مرتبہ اباحت ہے جب تک اَدلّہ شرعیہ میں سے کوئی دلیل خصوصیت پر قائم نہ ہو حضور اقدس علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے کسی فعل کو حضور اقدس علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی امت کے لیے ناجائز قرار دینا بجا نہیں۔

حکیم صاحب کا تیسرا عُذر یہ ہے کہ حضورِ اَقدس علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم نے اُن قبر والوں کے لیے دُعا فرمائی تھی، تخفیف دعا سے حاصل ہوئی اور چوتھا عُذر یہ کہ تخفیفِ عذاب، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی برکت سے ہوئی۔ ان دونوں عُذروں کا جواب فقیر کی پہلی تحریر میں ردّ المحتار سے نقل ہو چکا۔ غالباً حکیم صاحب نے اس پر غور نہ فرمایا ورنہ بمقتضائے انصاف ہرگز یہ عُذر پیش نہ فرماتے۔

۳ میں نے شرح الصدور[۱] سے یہ بھی نقل کیا تھا کہ ابو بَرزہ اسلمی صحابی اور حضرت بُریدہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ وصیتیں فرمائی تھیں کہ ہماری قبر میں تر شاخیں رکھ دی جائیں، چنانچہ رکھی گئیں۔

۴ میں نے تسلیم کیا کہ حکیم صاحب کے ذہن رَسا کو اس طرف توجہ نہیں ہوئی

---

[۱] شرح الصّدور ایک کتاب کا نام ہے جو مجدّد عصرہ حافظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہُ اللہ تعالیٰ کی مصنفہ ہے اور علامہ موصوف کی جلالت علمی کمال شہرت کے باعث محتاج بیان نہیں۔

Marfat.com

کہ جب یہ حضرات دفن کیے گئے ہوں گے اس وقت صحابہ اور تابعین میں سے کتنے حضرات موجود ہوں گے جنہوں نے دفن میں شرکت کی ہو گی اور اس وصیت کے بموجب تر شاخیں قبروں میں رکھیں اور رکھتے ہوئے دیکھا۔

یہاں سے صحابہ اور تابعین کی جماعت سے بھی اس عمل کا ثبوت پایا جاتا ہے

۵ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ حکیم صاحب نے وصیتوں کے ان ظاہر ترجمے کیے ہوئے لفظوں پر بھی غور نہ فرمایا۔ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت سے تو سکوت کیا اور اس کا کچھ جواب نہ دیا اور حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت جس سے صاحب ردّ المحتار[۲] نے استدلال کیا ہے اور جو میں اپنی پہلی تحریر میں نقل کر چکا ہوں۔ حکیم صاحب نے اس کو یہ کہہ دیا کہ ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے۔

۶ مجھے تو حکیم صاحب کا یہ جواب نقل کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ ادھر سے یہ پیش کیا جائے کہ خود حضور اقدس نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور حضور کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم نے قبروں پر تر شاخیں جمائیں اور اس کی وصیتیں فرمائیں اور دوسری طرف سے یہ جواب دیا جائے کہ ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے ہائے ؎

اگر اسلام ہمیں ست کہ ایناں دارند
وائے گر از پس امروز بود فردائے

---

۲ ردالمحتار، درالمختار کا سب سے نفیس تر حاشیہ، فقہ کی کمال معتبر کتاب علامہ ابنِ عابد بن شامی کی مصنف ہے۔

Marfat.com

اَستغفرُ اللہ العلی العظیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ القوی الکریم۔

بِحمدِ اللہِ تعالیٰ انہیں چند لفظوں میں حکیم صاحب کے جملہ اَوہام کا ازالہ ہوگیا۔ جن کی فہم درست اور رائے صائب ہے وہ تو سمجھ ہی لیں گے۔

زیرِ بحث مسئلہ کی مزید تحقیق

لیکن مسئلہ جب زیرِ تحریر آیا ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر اور بھی توضیح کی جائے اور حکیم صاحب کی تحریر کا لفظ بہ لفظ جواب دیا جائے۔ مخالفین کی لیاقت، دیانت، اِستعدادِ ذہانت کا بھی اندازہ ہو اور مسئلہ کی تحقیق بھی اپنا جلوہ دکھائے۔ فہا انا اشرع وبتوفیقہ تعالیٰ اقول وبحولہ اصول۔

(حکیم ہدایت علی صاحب کی عبارت پر لفظ حکیم صاحب اور اس کے رَد پر لفظ جواب لکھا ہے)

اعتراض ۱: حکیم صاحب اقول بتوفیقۃ مجیب صاحب کی تحریر دیکھنے میں آئی کہ جس سے گُل افشانی قبروں پر شاخ اندازی مقابر پر۔ مجیب صاحب نے حدیث ابن عباس رضؓ اور وصیت حضرت بریدہ سے جو استدلال کیا ہے وہ خلافِ احادیث معتبرہ و اقوال مستندہ فقہا کی ہے انتہیٰ بلفظہٖ۔"

جواب:

حکیم صاحب نے میرے اِستدلال کو خلافِ احادیث معتبرہ اور اقوال مُستندہ فقہاء فرمایا، مگر کوئی حدیث اس کے خلاف پیش نہ کی بلکہ حکیم صاحب کی تمام تحریریں صرف مسلم شریف کی حدیث طویل کا ایک جزو ہے۔ وہ بھی میرے اِستدلال کے خلاف نہیں۔ اس صورت میں حکیم صاحب کا میرے اِستدلال کو بے وجہ خلافِ احادیث معتبرہ فرمانا اور میری نقل کی ہوئی چھ حدیثوں پر نظر نہ کرنا تعجب خیز

Marfat.com

ہے۔ اب حکیم صاحب سے اُن احادیثِ معتبرہ کا مطالبہ ہے جن کے خلاف میں نے اُن کے عندیہ میں استدلال کیا تھا۔ حکیم صاحب جب تک وہ احادیثِ معتبرہ پیش نہ فرمائیں گے بارِ جواب سے سُبکدوش نہ ہوں گے۔

حکیم صاحب فرماتے ہیں "مجیب صاحب نے حدیث ابن عباس رض اور وصیتِ حضرت بُریدہ سے جو استدلال کیا" کیا خوب! حکیم صاحب کو فقط حدیث ابنِ عباس اور وصیتِ حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی یاد ہیں اور حدیث ابوہریرہ اور وصیتِ ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو فراموش کر گئے۔ میں نے تو ان سب سے استدلال کیا تھا۔

اب گزارش ہے کہ حکیم صاحب نے احادیث میں کہا ہے کہ صیغہ جمع ہے جس کا اقل تین ہیں۔ حکیم صاحب تین جانے دیں ایک ہی حدیث دکھائیں جو میری حدیث پیش کردہ کے خلاف ہو۔ میں اپنی پہلی تحریر میں اپنے اثباتِ مدعا میں کئی حدیثیں پیش کر چکا ہوں اور اس مضمون کی حدیثوں سے احادیث کی کتابیں مالا مال ہیں۔ صحاحِ ستہ میں بھی اس مضمون کی حدیثیں جا بجا ملتی ہیں۔ اگر سب نقل کی جائیں تو طوالت ہو گی اس لیے میں صرف اتنی ہی حدیثوں پر اکتفا کرتا ہوں جن کو پہلے نقل کر چکا ہوں۔ حکیم صاحب نے میرے استدلال کو اقوالِ مستندہ فقہاء کے بھی خلاف بتایا۔ میں حنفی ہوں اور حکیم صاحب بھی شاید حنفیت سے منکر نہ ہوں۔ میں فقہ حنفی سے ثبوت دے چکا۔ اب حکیم صاحب فقہ حنفی کی کتابوں سے اقوال پیش کریں ؎

ہم بھی دیکھیں کہ تری گود میں کیا رکھا ہے
وہ بھی دیکھیں جسے پہلو میں چھپا رکھا ہے

Marfat.com

اعتراض ۲ : حکیم صاحب :

"جو حدیث بہ روایت ابنِ عباس وارد ہے اس کے بارہ میں شیخ عبد الحق محدّث دہلوی اور مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی نے مائۃ مسائل میں لکھا ہے کہ اس سے گُل وریاحین کا قبروں پر ڈالنا اور شاخہائے تر کا نصب کرنا قبروں پر ہر شخص کے لیے جائز نہیں ہے بلکہ یہ خصوصیاتِ آنحضرت سے تھا انتہیٰ بلفظہٖ"

جواب :

شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو کہیں یہ نہیں فرمایا حکیم صاحب کو شبہ ہو گیا، بلکہ شیخ علیہ الرحمۃ نے جہاں اور اقوال نقل کیے، خطابی کا بھی قول نقل کردیا۔ رہے مولوی شاہ اسحاق صاحب اُن کا کہنا ہی کیا ہے۔ انہوں نے سماعِ اَموات ہی کا جو انکار کردیا اور بہت سے مسائل میں غلطیاں کیں عبارتوں میں ایسی قطع بُرید کی کہ اصل کتابوں میں کچھ ہے، آپ نے کچھ کا کچھ نقل کیا ہے۔ اگر آپ کو مولوی اسحاق صاحب کی لیاقت، دیانت کا اندازہ کرنا ہو تو حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب قدس سرّہٗ کی تصحیح المسائل جو مائۃ مسائل کے ردّ میں ہے، ملاحظہ فرمایئے اور عبارت میں قطع بُرید کا طریقہ تو مولوی اسحاق صاحب کے متّبعین میں بھی جاری ہے۔ اکثر ان حضرات کو دیکھا کہ دلیل سے عاجز ہوئے، مدعا ہاتھ سے جاتا دیکھا، کتاب کی عبارت بدل لی۔ اگر مخالف نے کوئی عبارت پیش کی اس کا تو یہ جواب کہ کتاب ہی معتبر نہیں۔ خود عاجز ہوئے۔ کہیں موافقِ مدّعا عبارت نہ ملی، تو کسی کتاب کی عبارت کو بنا ڈالا اور بعضے حضرات تو ایسے جَرِی ہیں کہ خود ایک عبارت بنا لیں اور اگر پوچھئے تو کتاب کا نام بھی گڑھ دیں۔ بہر حال مولوی اسحاق صاحب کیسے ہی بزرگ ہوں

Marfat.com

جب آپ کا خصم انہیں مانتا ہی نہیں، پھر اُن کا یا اُن کی کتاب کا حوالہ دینا فضول ہے۔

اعتراض ۱۴ حکیم صاحب:

ملا علی قاری نے امام نووی سے نقل کیا ہے واما وضعهما على القبر نقيل انه صلى الله عليه وسلم سال الشفاعة لهما فاجيبت بالتخفيف الى ان ييبسا انتهى بلفظه۔

جواب:

باوجودیکہ میں نے اپنی تحریر میں ہر عبارت کا حوالہ صفحہ وار دیا تھا۔ اس کے جواب میں حکیم صاحب نے یہ عنایت فرمائی کہ کتاب کا صفحہ کیا معنے نام تک نہ لکھا ۔

ذرا تو اور بھی کر لے جفا کہ او دلبر
ہنوز میری وفا سے تری جفا کم ہے

اس حالت میں یہ کسی طرح معلوم نہیں ہو سکتا کہ علامہ علی قاری رحمۃ الباری نے امام نووِی سے کس کتاب میں یہ عبارت نقل کی، عبارت کا لکھنا اور اس کا نام بھول جانا بتاتا ہے کہ جواب لکھتے وقت حکیم صاحب بہت گھبرا گئے تھے۔

اب میں عرض کرتا ہوں کہ وہ عبارت مرقاۃ المفاتیح میں ہے۔ حکیم صاحب نے دانائی کی جو کتاب کا نام نہ لکھا، کیونکہ اگر کتاب کا نام لکھتے تو ضرور بکف چراغ وارد کا مصداق بنتے۔ اس لیے کہ حکیم صاحب نے اس پہلی ہی عبارت میں قطع برید کر کے دیانت کی گردن ماری ہے یعنی مطلب کی ایک سطر تو لکھ دی باقی عبارت مدّعا کے خلاف پائی، صاف اُڑا گئے۔ کیا انصاف و دیانت کا یہ مُقتضا نہیں کہ عبارت مثبتِ مدّعائے خصم ہو تو تسلیم کر لیں۔ کیا یہ ناانصافی نہیں کہ قبل والی عبارت مفیدِ مطلب سمجھ کر لکھ جائیں اور اسی عبارت میں مذہب

Marfat.com

منصور مذکور ہو تو اس کے پاس تک نہ جائیں۔ کیا یہ تصرف بے جا اس پر دلالت نہیں کرتا کہ حکیم صاحب کے مفید مدعا عبارتیں اُن کے ہاتھ نہ آئیں، ورنہ وہ کیوں ایسی جرأت کرتے۔

اب میں وہ عبارت پیش کرتا ہوں جس کے خوف سے حکیم صاحب نے کتاب کا نام تک نہ لکھا تھا کہ کہیں اس عبارت پر خصم کی نظر نہ پڑ جائے اور اپنے مدعائے باطل پر قیامت آئے، علامۂ فاضل فہامہ کامل علی بن سلطان محمد القاری رحمۂ الباری ، حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شرح میں حکیم صاحب والی عبارت اور اس کے بعد دُعا کا احتمال ناقلا عن المنودی ذکر فرماتے ہیں وقیل لانہما یسبحان مادامارطبین۔

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ حضرت نے اُن تر شاخوں کو اس لیے جمایا تھا کہ وہ جب تک تر رہیں گی تسبیح کریں گی۔ پھر یہی علامہ ملا علی قاری رحمۂ الباری اسی کتاب کے اسی صفحہ میں اس سے پہلے کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں۔

واستحب العلماء قرأة القران عند القبر بھذا الحدیث اذتلاوة القران اولیٰ بالتخفیف من تسبیح الجرید وقد ذکر البخاری ان بریدة بن الحصیب الصحابی اوصی ان یجعل فی قبرہ جریدتان فکانہ تبرك بفعل مثل فعل رسول اللہ صلی

خلاصۂ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ علمائے کرام نے قبر کے پاس قرآن شریف کا پڑھنا اس حدیث سے مستحب ثابت کیا ہے کیونکہ قرآن پاک کی تلاوت جرید کی تسبیح سے اَولیٰ ہے۔ امام بخاری رحمۂ الباری نے ذکر کیا کہ بریدہ بن حصیب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم۔

فرمائی کہ میری قبر میں تبرکات رکھ دی جاویں تو گویا انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی مثل فعل سے برکت چاہی۔

اور اسی کتاب کے اسی صفحہ میں اس عبارت کے علاوہ اور عبارت بھی مُثبتین کے مفید ہے جو عنقریب پیش کی جائے گی۔

مسلمانو! لِلّٰہ انصاف

ایسی صریح عبارت چھوڑ کر ایک ٹکڑا مفیدِ مطلب خیال کر کے لکھ دینا کون سی دیانت ہے اور اس حرکت کو کیا کہتے ہیں، مَیں تو کچھ نہیں کہتا، مگر حکیم صاحب اپنے رُقعہ کے یہ الفاظ جو خود اُن کے قلم کے لکھے ہوتے ہیں ملاحظہ فرمالیں تو میں نادم ہو جاؤں گا۔

حکیم صاحب کے رُقعہ کی عبارت:

"اس کو یقین جانیے کہ یہ عبارت ہر ایک کتاب کی بعینہٖ نقل کی گئی ہے کیونکہ نقل میں ایک نوع کی ذمہ داری ہوتی ہے اور یہ تو لچوروں کا کام ہے کہ خود مطلبی کے موافق تو نقل عبارت کر دی اور جو مخالف ہے اس کو نظرانداز کر دیا اس کا خیال نہ فرمایئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ عبارت جیسی نقل کی گئی ہے سرِ مُو فرق نہ ہوگا" ــــــ (الراقم محمد ہدایت العلی عفی عنہ)

اب جو حکیم صاحب سمجھ لیں کہ انہوں نے مطلب کے موافق عبارت نقل کر کے مخالفِ مدعا عبارت چھوڑی ہے یا نہیں؟

اعتراض ۲ حکیم صاحب:

اور ابن حجر مکی رح نے لکھا ہے، لعل وجہ کلام الخطابی ان ھذا

Marfat.com

واقعة حال خاص لا یفید العموم ولھذا وجہ لہ توجیھات سابقتہ فتدبر فانہ محل النظر انتھیٰ۔

جواب:

وہی خوبی جو اس عبارت میں تھی اس میں بھی ہے کتاب کا نام ندارد، نہ معلوم ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کس کتاب میں لکھا ہے۔ یہاں بھی حکیم صاحب نے کتاب کا نام نہیں بتایا ؏

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

حکیم صاحب کی اس عبارت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ شاید خطابی کے کلام کی یہ وجہ ہو کہ اُن کے نزدیک یہ حدیث ایک حال خاص کا واقعہ ہے مفیدِ عموم نہیں۔ اسی لیے اس کی توجیہیں کی گئیں، سوچ لو کہ یہاں اعتراض کا محل ہے۔ یہ بات ہر ادنیٰ طالب علم پر بھی مخفی نہیں کہ فتدبر اور اس کی مثل دوسرے کلمے ایسے موقعہ پر استعمال کیے جاتے ہیں جہاں وہ بات مخدوش ہو یا اس میں کوئی مُسامحہ ہو۔ پھر جب فتدبر کے ساتھ ہی فانّہ مَحل النّظر بھی کہہ دیا جائے، تو صراحت ہوگئی کہ یہ قول ضعیف ہے۔ ایسی عبارت سے استدلال کرنا اور اس کے ضُعف کو نہ سمجھنا حکیم صاحب جیسے ذی شعور داناؤں سے حیرت انگیز ہے۔ قطع نظر اس تمام سے کہ وہی قطع بُرید عبارت کی، حکیم صاحب نے یہاں بھی کی ہے یعنی پوری عبارت علامہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی نقل نہیں کی۔

اس عبارت سے قبل یہیں علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کا لحد کیا ہے اور ترشا خیں جمانے کو سنّت بتایا ہے۔ اس عبارت کو چھوڑنا اور موافقِ مدّعا سمجھ کر ردّ کیے ہوئے دو ایک فقرے لکھ دینا کیا دیانت ہے۔ حکیم

Marfat.com

صاحب کے رقعہ کی جو عبارت نقل ہو چکی ہے اور پھر دوبارہ ملاحظہ فرماکر معلوم کر لیجئے کہ یہ کس کا کام ہے۔ طُرفہ تر یہ جرأت کہ جو فقرے لکھے ہیں، وہ خود ضعف پر دلالت کر رہے ہیں جن میں صاف یہ مذکور کہ فتدبر فانہ محل النظر انتھیٰ ولکن القائل المذلیق الادیب العجیب السکران لا یعرف ماجری علی لسانہ الثقیلۃ اللحمیۃ۔

ہائے ہائے دینی مسائل میں اس درجہ کی احتیاط۔ افسوس مسلمانان .. خیر اب میں وہ عبارت جس میں حکیم صاحب نے قطع برید کی ہے، نقل کرتا ہوں۔

ثم رأیت ابن حجر صرح بہ وقال قولہ لا اصل لہ ممنوع بل ھذا الحدیث اصل اصیل لہ ومن ثم افتی بعض الائمۃ من متاخری اصحابنا بان ما اعتید من وضع الریحان والجرید سنۃ لھذا الحدیث ولعل وجہ کلام الخطابی ان ھذا واقعۃ حال خاص لا یفید العموم ولھذا وجہ لہ توجہات سابقۃ فتدبر فانہ محل النظر۔

حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے قبر پر تر شاخیں جمانے کے اِستحباب کی تصریح کی ہے اور کہا ہے کہ خطابی کا لَا اَصْلَ لَہٗ کہنا ممنوع ہے بلکہ یہ حدیث تر شاخیں جمانے کے لیے اصلِ اصیل ہے اور اسی وجہ سے ہمارے بعض آئمہ متاخرین نے یہ فتویٰ دیا ہے

Marfat.com

کہ قبروں پر ترشاخیں اور پھول ڈالنا جس کی لوگوں کو عادت ہے یہ سنت ہے[1]
اور اسی حدیث سے ثابت ہے۔

رہا سوال یہ کہ خطابی نے باوجود محدث ہونے کے ایسے امر کو کیوں "لا
اَصْلَ لَہٗ" کہہ دیا جو حدیث شریف سے بصراحت ثابت ہے۔ اس کے
جواب میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے انہوں نے اس کو حالِ خاص کا واقعہ سمجھا
ہو، اور یہ خیال کیا ہو کہ یہ مفیدِ عموم نہ ہوگا اور اسی لیے پہلے تو جیہیں کی
گئیں اس میں غور کرو کہ یہ محلِ اعتراض ہے یہ پچھلا فقرہ "فتدبر فانہ
محل النظر" بتا رہا ہے کہ فی الواقع خطابی کا خیال قابلِ اعتماد نہیں
جیسا کہ اوپر عبارت میں تصریح ہو چکی۔

حکیم صاحب کا علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ کی وہ عبارت چھوڑ جانا"
جس میں وہ یہ فرماتے ہیں کہ آئمہ نے قبر پر پھول اور ترشاخیں جمانے کا
فتویٰ دیا اور سنت بتایا اور اس احتمالِ ضعیف مرجوح کا لکھ دینا کہاں
تک علم کی شان کے قریب ہے۔

اعتراض ۵ اور ابوالحسن مسلم بن حجاج قُشیری نیشاپوری نے اپنی صحیح
میں جابرؓ سے حدیث طویل بیان کی جس کا جملہ آخر یہ ہے۔

" قال رسول اللہ صلی اللہ | یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] امام ابن حجر علیہ الرحمۃ کے اس کلام سے کہ ہمارے زمانہ میں پھول اور ترشاخیں قبروں پر ڈالنے کی جو لوگوں کو عادت ہے یہ سُنّت ہے۔ یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سُنّت امام ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ میں بھی جاری تھی اور بحمدہٖ تعالیٰ اب تک جاری ہے۔

Marfat.com

علیہ وسلم انی مررت بقبرین یعذبان فاجیبت بشفاعتی ان یرفعه ذالک عنھما مادام الغصنان رطبین۔

نے فرمایا کہ دو قبروں پر گزرا جن کے صاحب پر عذاب ہو رہا تھا پس میں نے ان کے لیے شفاعت کی چنانچہ میری درخواست جناب باری عزاسمہ میں قبول ہوئی اور دونوں سے عذاب تا خشک ہونے شاخوں کے موقوف کیا گیا۔ انتہیٰ بلفظہٖ،،

جواب:

اس حدیث کے پیش کرنے سے حکیم صاحب کا یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ وہاں تر شاخیں جمائیں تھیں تو شفاعت بھی فرمائی تھی پھر تخفیفِ عذاب ہوئی، تو شفاعت سے نہ تر شاخوں سے۔ میں گزارش کرتا ہوں جناب کا کہاں خیال گیا۔ میں نے جس واقعہ سے اِستدلال کیا ہے اس میں صرف تر شاخوں کا جمانا ہے اُس کے ساتھ شفاعت کا جُدا گانہ ذکر نہیں۔ رہی حدیثِ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وہ واقعہ ہی دوسرا ہے اور میں نے اس سے استدلال نہیں کیا۔ اور یہ خارج از بحث ہے۔ نہ مجھے مضِر نہ جناب کو مفید، مگر یہ جناب کی حدیث دانی کی خوبی ہے جو اتنا بھی نہ معلوم ہو سکا کہ خصم نے جس سے اِستدلال کیا ہے وہ واقعہ ہی اور ہے، اور ہم جو پیش کرتے ہیں یہ قصہ ہی دوسرا ہے۔ حکیم صاحب کا یہ طرزِ تقریر ظریفُ الطبع لوگوں کو یاد رکھنے کے قابل ہے ؎

آں یکے می گفت کہ بدر منیر
از فروغ مہر گشتہ مستنیر

Marfat.com

دیگرے گفتش تو دانا نیستی
می نگیرد مہر از مہ روشنی

اب میں حکیم صاحب کو یہ دکھلاؤں کہ ان واقعوں میں تغایُر ہے، اتحاد نہیں۔ مُلاحظہ ہو فتح الباری شرح صحیح بخاری، جس میں شیخ الاسلام حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد علی بن محمد بن محمد بن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ قرطبی سے نقل فرماتے ہیں۔

وقیل انہ مشفع لھما ھذہ المدۃ کما صرح بہ فی حدیث جابر لان الظاھر ان القصۃ واحدۃ وکذا رجح النووی کون القصۃ واحدۃ وفیہ نظر لما اوضحنا المغائر بینھما۔

یعنی کہا گیا ہے کہ سردارِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اتنی مدّت کے لیے ان دونوں قبر والوں کی شفاعت فرمائی تھی اور وہ قبول ہوئی جیسا کہ حدیث جابر میں مُصرّح ہے اس لیے کہ ظاہر یہ ہے کہ قصّہ واحد ہے اور نَووی نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے لیکن اس میں نظر ہے یعنی یہ بات قابل تسلیم نہیں کیونکہ ہم ان دونوں قصّوں میں مُغایَرت ثابت کر چکے ہیں۔

اب ذرا عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ملاحظہ ہو کہ اس میں علّامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن نصر عینی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ومنھا[1] ان فی متن ھذا الحدیث ثم دعا بجریدۃ فکسر

---

[1] حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ جس حدیث شریف کا متن یہ ہے کہ سردارِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شاخ منگائی، جب وہ لائی گئی، اس کے

Marfat.com

ھاکسرتین یعنی اتی بہما فکسرھا و فی حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رواہ مسلم انہ الذی قطع الغصنین فہل ھذہ قضیۃ واحدۃ ام قضیتان الجواب انہما قضیتان والمغائرۃ بینہما من اوجہ الاول ان ھذہ کانت فی المدینۃ وکان مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم جماعۃ وقضیۃ جابر کانت فی السفر وکان خرج لحاجۃ فتبعہ جابر وحدہ الثانی ان فی ھذہ القضیۃ انہ علیہ السّلام غرس الجریدۃ بعد ان شقہا نصفین کما فی روایۃ الاعمش الاتیۃ فی الباب الذی بعدہ وفی حدیث جابر امر علیہ الصلوٰۃ والسّلام جابرا فقطع غصنین من شجرتین کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استتر بہما عند

دو ٹکڑے کیے اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس کو امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے جس میں دو شاخوں کے لگانے کا ذکر ہے آیا دونوں حدیثوں میں ایک ہی واقعہ مذکور ہے یا ہر ایک میں جُدا جُدا قصّوں کا بیان ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں ایک ہی قصّہ مذکور نہیں بلکہ یہ دو قصّے ہیں۔ ہر ایک حدیث میں ایک دوسرے قصّہ کا بیان ہے اور ان دونوں قصّوں میں کئی وجہ سے مغایرت ہے۔ اوّل یہ کہ یہ واقعہ مدینہ منوّرہ کا ہے اور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم کے ساتھ ایک جماعت تھی۔ اور حدیثِ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جو مذکور ہے وہ واقعہ سفر کا ہے کہ رسول کریم علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے تھے اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا حضورِ اقدس کے ساتھ تھے، تو اس قصّہ میں حضور کے ساتھ جماعت ثابت ہوئی۔

Marfat.com

قضاء حاجة ثم امر جابراً فالقی غصنین عن یمینه وعن یساره حیث کان النبی صلی الله علیه وسلّم جالسا وانّ جابرا ساله عن ذالك فقال انی مررت بقبرین یعذ بان فاجبت بشفاعتی ان یرفع عنهما مادام الغصنان رطبین الثالث لم یذکر فی قصة جابر ما کان السبب فی عذابها الرابع لم یذکر فیه کلمة الترجی فدل ذالك کلها علی انهما قضیتان بل روی ابن حبان فی صحیحه عن ابی هریرة انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مر بقبر فقال أتونی بجریدتین فجعل احدٰهما عند راسه والاخریٰ عند رجلیه فهذا ظاهره یدل علی ان هذه قضیة ثالثة فسقط بهذا کلام من ادعی ان القضیة واحدة

اور یہاں تنہا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تو معلوم ہوگیا کہ قصّہ ایک نہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس واقعہ میں سرورِ اکرم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے شاخ کے دو حصّے کرنے کے بعد جمایا ہے جیساکہ اعمش کی روایت سے معلوم ہوتا ہے جو اگلے باب میں آئی ہے اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یہ بیان ہے کہ سرورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو شاخیں اُن دو درختوں سے کاٹیں جن کے ساتھ حضورِ اقدس نے قضائے حاجت کے وقت ستر فرمایا تھا۔ پھر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شفیع عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے حکم سے وہ دونوں شاخیں دائیں بائیں ڈال دیں جہاں حضورِ اقدس تشریف فرما تھے اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی حکمت دریافت کی۔ ارشاد ہوا کہ میں دو قبروں پر گزرا جن کے صاحبوں پر عذاب ہو رہا تھا پس میری شفاعت

Marfat.com

کما حال الیه النووی والقرطبی۔[۹]

علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں۔

وفیہ نظر لما فی حدیث ابی بکرۃ عند الامام احمد والطبرانی انہ الذی اتی بالجریدۃ الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانہ الذی قطع الغصنین فدل ذالک علی المغایرۃ ولیؤیدہ ذالک ان قصّۃ الباب کانت بالمدینۃ وکان معہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام جماعۃ وقصّۃ جابر کانت فی السفر وکان خرج لحاجۃ فتبعہ جابر وحدہ نظھر التغایر بین حدیث ابن عباس وحدیث جابر بل فی حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ المروی فی صحیح ابن حبّان مایدل علی الثالثۃ۔[۱۰]

سے اُن کے لیے رفع عذاب اُس وقت تک کے لیے منظور فرمایا گیا جب تک کہ شاخیں تر رہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والے قصہ میں سببِ عذاب مذکور نہیں۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں کلمہ ترجّی مذکور نہیں پس ان وجوہ سے معاملہ ہوا کہ یہ دونوں مختلف واقعات ہیں بلکہ ابن حبّان نے اپنی صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک قبر پر گزرے اور فرمایا کہ میرے پاس دو شاخیں لاؤ پس ایک قبر کے سرہانے ایک پائیں لگائی گئیں۔ یہ حدیث بظاہر اس پر دلالت کرتی ہے کہ یہ واقعہ تیسرا ہے۔ اب اس شخص کا کلام ساقط ہو گیا جس نے یہ دعویٰ کیا کہ واقعہ ایک ہی ہے جیسا کہ نووی اور قرطبی نے اس کی طرف میل کیا ہے ۱۲۔

Marfat.com

ان عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نووی و قرطبی کا واقعہ کو ایک بتانا مسلّم نہیں دونوں واقعوں میں تغایُر ہے بلکہ حدیثِ ابوہریرہ ؓ جو صحیح ابن حبان میں مروی ہے تیسرے واقعہ پر دلالت کرتی ہے اب معلوم ہو گیا کہ حکیم صاحب نے جو شفاعت والی حدیث پیش کی ہے وہ واقعہ ہی دوسرا ہے جسے اس واقعہ سے بالکل مُغایرت ہے جس سے میں نے اِستدلال کیا ہے مگر حکیم صاحب کو کیا خبر کہ خصم کیا کہتا ہے اور ہم کیا۔ دونوں حدیثوں کے لفظ جو بعضے قریب قریب دیکھے تو خوش ہو کر وہ حدیث اپنی اثباتِ مدعا میں لکھ ڈالی، مگر ع فرق راکے بیند آں استیزہ جو

سبحان اللہ آفرین اس علم و لیاقت پر کہاں کا جوڑ کہاں لگایا ہے۔ لو گو مرے مجنوں کو کوئی چرخ پر ڈھونڈو شیریں کی یہ فریاد تھی۔ کلکتہ میں سب سے اگر اسی مَبلغ علم اور اسی خوش لیاقتی اور عالی فہمی پر فتوے نویسی کی ہمّت ہے تو دیکھئے کیا کیا گل کھلتے ہیں۔

نامِ اقدس کے ساتھ صلعم لکھنے کی ممانعت

فائدہ: حکیم صاحب نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِسم مبارک کے ساتھ (رض) اور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِسم گرامی کے ساتھ (صلعم) لکھ دیا ہے۔ یہ دونوں صلوٰۃ و ترضیٰ کی رمزیں ہیں۔ حکیم صاحب نے اتنی طویل تحریر تو لکھ ڈالی کیا انہیں دو چار لفظوں میں اختصار کی ضرورت تھی مگر حقیقت میں جناب کو معلوم نہیں کہ یہ حرکتِ مذموم ملاحظہ ہو کہ امام نووی قدس اللہ تعالیٰ روحہ مقدمۂ شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔

یستحب لکاتب الحدیث اذا مر بذکر اللہ عزّوجل ان یکتب عزّوجل او تعالیٰ او سبحانہ و تعالیٰ او تبارک و تعالیٰ او

Marfat.com

جل ذکرہ او تبارك اسمه او جلت عظمته او ما اشبه ذالك وكذالك يكتب عند ذكر النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بكمالهما لا رامزا اليهما ولا مقتصرا على احدهما وكذالك يكتب عند ذكر النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بكمالهما لا رامزا اليهما ولا مقتصرا على احدهما وكذالك يقول فى الصحابى رضى الله تعالىٰ عنه فان كان صحابيا ابن صحابى قال رضى الله عنهما وكذالك يترضى ويترحم على سائر العلماء والاخيار ويكتب كل هذه وان لم يكن مكتوبا فى الاصل الذى ينقل منه فان هذا ليس رواية وانما هو دعاء ينبغى لقارئ ان يقرا كل ماذكرناه وان لم يكن مذكوراً فى الاصل الذى يقرا منه ولا يسام من تكرر ذالك ومن غفل هذا حرم خيرا عظيما وفوت فضلا جسيما۔

یعنی کاتبِ حدیث کے لیے مستحب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام پاک لکھے تو اس کے ساتھ عزّ وجل و تبارک و تعالیٰ یا جلّ ذکرہ، یا تبارک اسمہٗ یا جلت عظمتہ یا اس کی مثل اور کلمے لکھے اور ایسے ہی نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے نام پاک کے ساتھ پورا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لکھے۔ اور دونوں کے رمزیں یعنی تعؐ، صلعم، صؔ نہ لکھے۔ اور صلوٰۃ وسلام میں سے ایک ہی پر اکتفا نہ کرے بلکہ دونوں کو لائے اور اگر صحابی کا ذکر آئے تو (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لکھے اور پورا پورا لکھے۔ اگرچہ اصل منقول عنہ میں نہ لکھا ہو کیونکہ یہ روایت نہیں بلکہ دعا ہے اور پڑھنے والے کو مناسب ہے کہ اس تمام کو پڑھے جس کا ہم نے ذکر کیا۔ اگرچہ اس اصل میں مذکور نہ ہو جس کو پڑھتا ہے اور اس کی تکرار سے ملال نہ کرے اور جو اس سے غافل رہے وہ خیرِ عظیم اور بڑے فضل سے

Marfat.com

محروم رہا۔
اب ذرا الطحطاوی شرح درالمختار بھی ملاحظہ ہو کہ اس میں ہے۔
ویکرہ الرمز بالصلوٰۃ والترضی بالکتابتہ بل یکتب ذلک کلہ بکمالہ و فی بعض المواضع من التاتارخانیۃ من کتب علیہ السلام بھمزۃ ومیم یکفر لانہ تخفیف و تخفیف الانبیاء کفر بلا شک۔
اس عبارت سے بھی معلوم ہو گیا کہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے رمز لکھنا مکروہ ہے ان میں سے ہر ایک کو بکمالہ پورا پورا لکھنا چاہیئے اور تاتارخانیہ کے بعض مواضع میں ہے کہ جس کسی نے علیہ السلام ہمزہ اور میم کے ساتھ لکھا کافر ہو جائے گا۔ اس لیے کہ یہ تخفیف ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اِستخفاف بے شک کفر ہے۔
اعتراض ۶ اور امام ابو ذکریا محی الدین نووی نے حدیث ابن عباس رضؓ کے تحت میں لکھا ہے۔ اما وضعہ صلعم علی القبر فقال العلماء ھو محمول علی انہ سال الشفاعۃ لھما فاجیبت شفاعتہ بالتخفیف عنھما الی ان ییبسا انتھٰی بلفظہٖ۔
جواب: مجھے نہایت افسوس ہے کہ حکیم صاحب کا ہر قول نقل کرنے کے بعد یہی کہنا پڑتا ہے کہ یہ بات دیانت کے خلاف کی ہے۔ تعجب ہے کہ حکیم صاحب نے بہیش خویش محدث اور عالم ہو کر ذرا لحاظ اور پاس دیانت کا نہ فرمایا۔ اس عبارت پر آنجناب نے ۴ کا ہندسہ لگایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چوتھی عبارت ہے اور حال یہ ہے کہ اسی عبارت کو اوّل ۱ ایک کا ہندسہ لگا کر بحوالہ ملا علی قاری رحمۃ الباری تحریر فرما چکے ہیں صرف عبارتوں کے

Marfat.com

عدد بڑھانے کے لیے حکیم صاحب نے کئی عبارتیں پیش کی ہیں (اللہ رے دیانت) اب ذرا اس عبارت کو اصل کتاب منقول عنہ سے تو ملا کر دیکھیں کہ حکیم صاحب نے عبارت کتاب کی بلا کم و کاست تحریر فرمائی ہے یا حسبِ عادت کچھ تصرف کیا ہے۔ ملاحظہ ہو نووی شرح مسلم شریف۔

واما وضعه صلى الله عليه وسلم الجريدتين على القبر فقال العلماء هو محمول على انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم سال الشفاعة لهما فاجيبت شفاعته صلى الله عليه وسلم بالتخفيف الىٰ ان ييبسا۔ یہ عبارت شرح مسلم امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اگر آپ چاہیں ملاحظہ فرمالیں۔ میں اصل کتاب کے صفحہ کا نشان دے چکا ہوں۔ اس اصل عبارت میں اور حکیم صاحب کی پیش کردہ عبارت میں اتنا فرق ہے کہ:

۱۔ نووی میں تو وَضعہ کے بعد پورا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لکھا ہے اور حکیم صاحب نے وہی اپنا اَلَمْ غَلَمْ مہمل لفظ (صلعم) لکھا۔

۲۔ امام نووی نے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد الجریدتین بھی لکھا ہے۔ حکیم صاحب نے یہ لفظ ہی چھوڑ دیا اور معنی کی طرف التفات نہ فرمایا۔

۳۔ نَوَوی میں محمول علی انہ کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم بھی لکھا ہے۔ حکیم صاحب نے یہ بھی چھوڑ دیا۔

نَوَوی کی عبارت نمبر ۷ جو اُوپر نقل ہوئی اور اس میں امام نووی محی الدین رحمہُ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ اگر منقول عنہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ درود یعنی لفظ (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ لکھا ہو تو بھی لکھ دینا چاہیئے۔ ہمارے محدث جناب حکیم صاحب کا عمل برعکس ہے

Marfat.com

یعنی مگر درود لکھا ہو جب بھی چھوڑ دیجئے۔ سبحان اللہ شفاعتہ کے بعد بھی امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لکھا وہ بھی حکیم صاحب نے نہ لکھا۔ غرضکہ اتنی سی عبارت میں حکیم صاحب نے چار تصرّف کیے۔ ایک جگہ تو (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی رمز لکھی اور دو جگہ سے درود ہی اُڑا گئے اور ایک جگہ جَرِیْدَتَیْن کا لفظ نیست و نابود کر دیا۔ حکیم صاحب جَرِیْدَتَیْن سے تو گھبراتے ہی ہیں، نہ معلوم کہ درود شریف لکھتے ہوئے کیوں ہاتھ دُکھتے ہیں۔

اب یہ ملاحظہ فرمایئے کہ حکیم صاحب نے نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ایک قول تو نقل کر دیا مگر کہیں کوئی عبارت اپنے خلاف مدعا چھوڑ تو نہیں گئے۔ تو چھوڑ کیوں نہ جاتے، خلافِ عادت کیسے کرتے۔ اگر لکھ دیتے تو کیا مخالف کا مدّعا ثابت کرتے؟ اسی صفحہ میں امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں۔

وقیل[1] لکونھما یسبحان مادا مار طبین ولیس للیابس تسبیح وھذا مذھب کثیرین او الاکثیرین من المفسرین فی قولہ تعالیٰ وان من شئ الا یسبح بحمدہ اور اسی صفحہ میں یہ بھی لکھا ہے واستحبّ العلماء قرأۃ القرآن عند القبر لھذا الحدیث لانہ اذا کان یرجی التخفیف لتسبیح الجرید فتلاوۃ القرآن اولی، یعنی علماء نے قبر کے نزدیک قرآن شریف کا پڑھنا اسی حدیث کی وجہ

---

[1] یعنی اور بھی کہا گیا ہے کہ قبروں پر تر شاخیں جمانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ جب تک تر رہتی ہیں تسبیح کرتی ہیں اور خشک کے لیے تسبیح ثابت نہیں اور یہی کثیر یا اکثر مفسرین کا مذہب ہے آیہ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ کی تفسیر میں ۱۲۔

Marfat.com

سے مستحب کیا ہے کیونکہ جب تر شاخوں کی تسبیح سے تخفیفِ عذاب کی امید ہے تو قرآن پاک کی تلاوت سے بطریقِ اَولیٰ ہوگی۔ اس کے بعد امام نووی رحمہُ اللہ تعالیٰ نے خطابی کے قول کی تردید کی ہے جس سے حکیم صاحب نے اِستدلال کیا ہے۔ چنانچہ وہ عنقریب نقل کیا جائے گا۔ رہا وہ شفاعت والا احتمال جس کی تائید حکیم صاحب امام نووی رحمہُ اللہ تعالیٰ کی اس عبارت سے کیا چاہتے ہیں۔ اس کا اِبطلال فتح الباری وغیرہ سے اوپر بوضاحت کیا گیا، حاجتِ اعادہ نہیں۔

اعتراض ۷ اور دوسری جگہ امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے آخر کتاب میں لکھا ہے وامااحدیث جابر فی صاحبی القبرین فاجیبت بشفاعتی ان یرفع ذالک عنھما مادام الغصنان رطبین۔

جواب: اوّل تو حکیم صاحب مسلم شریف میں یہ عبارت نکال دیں۔ انشاءاللہ العزیز تا قیامت یہ عبارت تو حکیم صاحب کو مسلم شریف میں نہ ملے گی۔ حکیم صاحب بتا رہے ہیں کہ امام مسلم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آخر کتاب میں لکھا ہے میں عرض کرتا ہوں کہ حکیم صاحب تمام کتاب میں تو کہیں یہ عبارت دکھائیں۔ نہایت شرم کی بات ہے کہ کوئی عالموں میں دم بھرے اور ایسے غلط حوالے دے۔ ایک عبارت لکھ جائے اور جس کتاب میں بتائے اس میں موجود نہ ہو۔ پھر قطع نظر اس سے بالفرض اگر یہ عبارت کسی کتاب میں ہوتی بھی تو حکیم صاحب کو کیا مفید تھی اور خصم پر اس سے کیا حجت ہوسکتی تھی، البتہ آپ کا مَبلغ علم معلوم ہوگیا۔

وہابی صاحبو! اپنے علماء کے علم و لیاقت، صدق و دیانت کو تو دیکھو کہ یہ عبارت صرف عدد بڑھانے کے لیے لکھ دی تاکہ دیکھنے والے سمجھیں کہ عبارتیں

Marfat.com

تو بہت لکھی ہیں مگر یہ نہ خبر تھی کہ خصم کب چھوڑنے والا ہے، یہ رازِ نہاں کب چھپنے والا ہے۔ آخر پر یہ قصہ کھلے گا کہ یہ عبارت جو حکیم صاحب نے امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہے فی الحقیقت امام نووی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کی عبارت ہے اور کہاں کی، اسی عبارت کے بعد کی جس پر حکیم صاحب نے چار کا ہندسہ لگا کر امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کی ہے اور پہلے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت کو ایک کا ہندسہ لگا کر نقل کر گئے ہیں، چنانچہ صحیح مسلم کی شرح نووی کا صفحہ ۱۳۱ ملاحظہ ہو کہ یہ عبارت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اُس عبارت کے متصل موجود ہے ایک سطر کا بھی تو فصل نہیں۔

ع آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو

اگر حکیم صاحب اس عبارت کو امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کی نہ بتاتے اور سچ بول دیتے تو اسے دوسری عبارت کون لکھتا اور عبارتوں کے عدد کیسے بڑھتے، پھر اس عبارت میں بھی کچھ نہ کچھ ایجادِ بندہ ضرور ہے۔ وہ ① یہ کہ نووی کی عبارت میں اما نہیں، آپ نے اپنی طرف سے ایجاد کیا ② نووی کی عبارت میں مادام القضبان ہے۔ آپ نے مادام الغصنان لکھا۔ پھر کمال یہ کہ نمبر ۳ کے ہندسہ کے نیچے مسلم شریف سے اسی حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی جملہ خود نقل بھی کر چکے ہیں اور پھر دوبارہ لکھ دیا کہ مسلم شریف میں ہے، اور لفظ ایسے اپنی طرف سے ایجاد کر دیئے جن کا مسلم شریف میں پتا نہ نشان۔

اعتراض ۸: حکیم صاحب نے اس کے بعد تورپشتی اور ابن ملک رحمۃ اللہ علیہما، شارحانِ مصابیح اور ابن حاج رحمۃ اللہ علیہ کے مدخل کی عبارتیں پیش

Marfat.com

کی ہیں، چونکہ شروح تورپشتی اور ابن ملک سردست میرے پاس موجود نہیں، اور حکیم صاحب نے کتابیں نہیں دیں باوجودیکہ وہ تصحیح نقل کے ذمہ دار تھے اس واسطے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اصل کتابوں میں بھی عبارتیں ایسی ہی ہیں جیسی حکیم صاحب نے نقل کی ہیں یا حکیم صاحب نے کوئی تغیر و تبدل کیا ہے۔ گزشتہ عبارتیں دیکھ کر حکیم صاحب کی دیانت کا تو اندازہ ہو ہی گیا ہے کہ ایک عبارت بھی دیانت سے نقل نہ کی۔ قطع نظر اس سے حکیم صاحب کی ان عبارتوں کا ماحصل یہ ہے کہ تخفیفِ عذاب، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دستِ مبارک کی برکت یا دعا سے ہوئی جریدہ کو اس میں دخل نہیں۔

جواب: یہ ہے کہ آپ یہ عبارتیں پیش ہی نہیں کر سکتے تھے جبکہ میں شامی کی عبارت نقل کر چکا تھا جس کو اب پھر لکھتا ہوں۔ ردالمحتار شرح درالمختار میں ہے۔

تتمہ[۱۲] یکرہ ایضاً قطع النبات والحشیش من المقبرۃ دون الیابس کما فی البحر والدرر وشرح المنیۃ وعلله فی الامداد بانه مادام رطبا یسبح اللہ تعالیٰ فیونس المیت به وتنزل بذکرہ الرحمۃ ونحوہ فی الخانیۃ اقول دلیله ماورد فی الحدیث من وضعه علیه الصلوٰۃ والسلام الجریدۃ الخضراء بعد شقها نصفین علی القبرین الذین یعذبان وتعلیله بالتخفیف عنهما مالم ییبسا ای یخفف عنهما ببرکۃ تسبیحهما اذ هو اکمل من تسبیح الیابس لما فی الاخضر من نوع حیاۃ وعلیه فکراهۃ قطع ذالک

Marfat.com

وان نبت بنفسه ولم يملك لان فيه تفويت حق الميت ويوخذ من ذالك ومن الحديث ندب وضع ذالك الاتباع ويقاس عليه ما اعتيد فى زماننا من وضع اغصان الاس ونحوه وصرح بذالك ايضاً جماعة من الشافعية وهذا اولى مما قاله بعض المالكية من ان التخفيف عن القبرين انما حصل ببركة يده الشريفة صلى الله عليه وسلم او دعائه لهما فلا يقاس عليه غيره وقد ذكر البخارى ان بريدة بن الحصيب رضى الله عنه اوصى ان يجعل فى قبره جريدتان والله تعالىٰ اعلم ۱۲

اس عبارت سے صاف معلوم ہوگیا کہ آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکتِ دستِ مبارک اور دعا پر محمول کرنے سے تسبیحِ جریدہ پر محمول کرنا اَوْلیٰ ہے۔ شافعیوں کی ایک جماعت بھی اسی طرف ہے۔ جب کتب کی تصریح یہ ہے علی الخصوص خانیہ جس کے مصنّف امام فقیہہ النفس فخرالدین اوزجندی ہیں جن کی نسبت آئمہ و علماء نے تصریح فرمائی کہ اُن کی تصحیح سے عُدول نہ کیا جائے کہ نفسِ اجتہادی رکھتے ہیں تو اُن کے مقابل بعض مالکیہ یا متاخرین حنفیہ کی شروحِ حدیث پیش کرنا فقاہت سے بالکل بعید ہے۔ علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ کتبِ فقہ شروحِ حدیث پر مقدّم ہیں کما فی ردالمحتار وغیرہ۔ مدخل ابن الحاج کا جواب بھی اس میں آگیا اس کا حاصل بھی یہی ہے۔ علاوہ بریں امام ابن الحاج مالکی المذہب ہیں انہوں نے اپنے اصول پر عمل کیا کہ قول و فعلِ صحابی حجت نہیں حکیم صاحب حنفی ہیں اور حنفیہ کے اصول میں قول و فعل

Marfat.com

صحابی بھی حجتِ شرعیہ ہے یہ اس سے کیوں کر عدول کرتے اور جا بجا مالکیہ شافعیہ کا دامن پکڑتے ہیں۔ پھر مدخل میں فعلِ بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ جواب کہ اور صحابہ نے نہ کیا، اگر وہ عموم سمجھتے تو سب کرتے، لغایت عجیب ہے۔ مستحب کے لیے کس نے لازم کیا کہ سب بالاجماع اس پر عامل رہے ہوں۔ بعض کا قول اور باقی کا عدم انکار بلاشبہ کافی ہے۔ اَصْحَابِی کَالنُّجُومِ بِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ ارشاد ہوا ہے کہ میرے صحابہ مثل ستاروں کے ہیں، تم ان میں سے جس کی پیروی کرو راہ پاؤ گے۔ یا یہ فرمایا کہ جب تک سب صحابہ بالاتفاق کسی فعل کے عامل نہ ہوں، اتباع نہ کرو۔ اس فعلِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سب کو اطلاع کہاں ثابت اور جن بعض کو اطلاع ہے ان میں دو کا فعل ثابت ہے اور بعض سے منقول نہیں، تو عدمِ نقل نقلِ عدم نہیں، نہ ترکِ مستحب مفیدِ عدمِ استحباب یا پھر ابن حاج کی مستند بھی یہاں وہی عبارتِ خطابی ہے جس کا جواب بارہا گزر چکا۔ طرفہ یہ کہ اسی مدخل میں خود عبارت خطابی سے منقول ہے کہ

والعامۃ فی کثیر من البلدان تغرس الخواص فی قبور موتاھم[۱۲]

یعنی بکثرت شہروں میں عام اہلِ اسلام اپنے اموات کی قبروں میں برگِ خرما گاڑتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ سنت مسلمانوں میں قرناً فقرناً جاری رہی۔ خطابی کی وفات ۳۰۸ھ میں ہے۔

اعتراض ۹: حکیم صاحب ابنِ طاہر نے مجمع البحار میں لکھا ہے:

ولیس فی الجریدۃ معنی یخصہ وانما ذالك ببرکتہ یدہ انتھی۔

جواب: ہاں جناب حکیم صاحب یہ عبارت تو مجمع البحار میں ہے مگر بقول شخصے کہ ؎

Marfat.com

لاتقربوا الصلوٰۃ زنیست بخاطرست
وازامر یاد کلو واشربوا ترا

سبحان اللہ خوب عبارت نقل کی، آدھی تو لکھ گئے اور مخالفِ مدّعا باقی چھوڑ گئے۔ اب ذرا مجمع البحار ملاحظہ ہو۔

لیس[۱۴] فی الجریدۃ معنی یخصہ وانما ذالک ببرکتہ یدہ ولذا انکرالخطابی وضع الناس الجریدۃ ونحوہ علی القبر وقیل الرطب یسبح فتخفیف ببرکتہ فیعم فی کل الریاحین والبقول لقولہ وان من شئ ای حی وحیٰوۃ کل شئ بحسبہ۔

مطلب یہ ہے کہ جریدہ میں کوئی معنی ایسے نہیں جو اس کو خاص کریں، اور یہ تخفیف تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دستِ مبارک کی برکت سے ہوئی اور اسی واسطے خطابی نے لوگوں کے جریدہ وغیرہ کے قبر پر ڈالنے کا انکار کیا اور کہا گیا ہے کہ تر یعنی شاخِ سبز تسبیح کرتی ہے اور اس کی تسبیح کی برکت سے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔ پس یہ حکم تمام پھولوں اور سبزیوں میں عام ہو جائے گا۔ چونکہ قرآن پاک میں آچکا ہے کہ ہر چیز تسبیح کرتی ہے اور ہر زندہ چیز مراد ہے اور ہر شئے کی زندگی اسی کے لائق ہوتی ہے۔ نباتات کی زندگی اس وقت تک کہ خشک نہ ہو جائیں۔

حکیم صاحب نے عبارت کا یہ اخیر حصہ تو چھوڑ دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تخفیفِ عذاب کا باعث تسبیحِ جریدہ ہے۔ عبارت میں قبروں پر پھول وغیرہ ڈالنے کا صاف جواز مذکور ہے اور پہلا حصہ خطابی کا مذہب لکھ ڈالا، جس کا اکابر علماء نے رد کیا ہے۔ ہاں حکیم صاحب فرمائیں گے کہ اس میں یہ قول بلفظِ قیل ہے۔ جی تو یہ عبارت بہ رمزِ کرمانی یا قسطلانی

Marfat.com

شافعی کی ہے، مگر اس سے پہلے کی عبارت مجمع البحار میں تھی جس میں اس قیل کو مذہب محققین سے مؤید کیا تھا۔ حکیم صاحب اسے بھی اڑ گئے۔ مجمع البحار میں بعد ذکرِ احتمالِ شفاعت کے لکھتے ہیں۔

وقیل لکونهما یسبحان مادام رطبین لقوله تعالیٰ وان من شئ الا یسبح ای شئ حی وحیوٰۃ الخشب مالم ییبس والحجر مالم یقطع والمحققون علی تعمیم الشئ وتسبیحهٗ دلالة علی الصانع واستحبوا قرأۃ القراٰن عند القبر لانه اذا خفف به بتسبیحه فتلاوۃ القراٰن اولیٰ۔

یعنی کہا گیا ہے کہ تخفیفِ عذاب کا باعث یہ ہے کہ وہ شاخیں جب تک تر رہیں گی تسبیح کریں گی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی شے نہیں، مگر وہ تسبیح کرتی ہے اور لکڑی کی زندگی جب تک ہے۔ خشک نہ ہو اور پتھر کی جب تک قطع نہ کیا جائے اور محققین کے نزدیک شے عام ہے اور اس کی تسبیح صانع پر دلالت کرنا ہے اور قبر کے پاس قرآن شریف کا پڑھنا علماء نے مستحب کہا ہے کیونکہ جب تسبیح جریدہ سے تخفیف حاصل ہوتی ہے

تو قرآن پاک کی تلاوت اور بھی اَوْلیٰ ہے۔ حکیم صاحب نے اوّل و آخر چھوڑ کر صرف بیچ کا جملہ پکڑ لیا۔

ہر چند کہ خطابی کے قول کا نامقبول ہونا بیان ہو چکا، مگر مزید اطمینان کے لیے اور بھی ملاحظہ فرمایئے۔ علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ جو اپنے زمانہ کے فرد ہیں جیسا کہ علامہ علی قاری رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

وشیخ مشائخنا السیوطی هو الذی احیا علم التفسیر

Marfat.com

الماثور فی الدر المنثور وجمع جمیع الاحادیث المتفرقة فی جامعه المشهور وما ترك فنا الا وله فیه متن او شرح مسطور بل وله زیادات ومخترعات یستحق ان یکون هو المجدد فی القران المذکور کما ادعاه وهو فی دعواه مقبول ومشکور هذا هو الاظهر عندی واللہ اعلم۔ اھ

یعنی ہمارے شیخ المشائخ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ ہیں جنہوں نے علمِ تفسیر کو دُرِّ منثور میں زندہ کیا اور جمیع احادیثِ متفرقہ کو اپنی مشہور جامع میں جمع فرمایا، کوئی فن نہیں چھوڑا جس میں کوئی متن یا شرح نہ لکھی ہو بلکہ اُن کی زیادات و مخترعات بھی ہیں وہ اپنے زمانہ کے مجدد ہونے کے مستحق ہیں جیسا کہ انہوں نے دعویٰ کیا ہے اور وہ اپنے دعوے میں مقبول و مشکور ہیں۔ یہ مجددِ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زہر الربیٰ علی المجتبیٰ یعنی شرح نسائی شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

وقد استنکر الخطابی ومن تبعه وضع الناس الجرید ونحوه فی القبر عملا بهذا الحدیث قال الطرطوسی لان ذالك خاص ببرکة یده صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وقال الحافظ ابن حجر لیس فی السیاق ما یقطع بانه باشر الوضع بیده الکریمة بل یحتمل

خلاصہ یہ ہے کہ خطابی اور ان کے متبعین نے لوگوں کی قبروں پر تر شاخیں وغیرہ رکھنے کا انکار کیا ہے طرطوسی نے کہا اس لیے کہ یہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی برکت کے ساتھ مختص ہے۔ حافظ ابنِ حجر نے کہا کہ حدیث کا سیاق بھی یقین نہیں دلاتا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ و

Marfat.com

ان یکون امر بہ وقد فاسی بریدۃ ابن الحصیب الصحابی بذالک فاوصیٰ ان یوضع علی قبرہ جریدتان وھو اولیٰ بان یتبع من غیرہ انتھٰی قلت واثر بریدۃ یخرج فی طبقات ابن سعد وقد اوردتہ فی کتاب شرح الصدور مع اثر اخرعن ابی برزۃ الاسلمی مخرج فی تاریخ ابن عساکر وقد ردّ النووی استنکار الخطابی وقال لاوجہ لہ ۱۵

السلام نے اپنے دستِ مبارک ہی سے شاخیں جمائیں ہوں بلکہ یہ احتمال ہے کہ کسی کو یہ حکم فرمادیا ہو اسی لحاظ سے حضرت بریدہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ اُن کی قبر پر دو شاخیں رکھی جائیں اور غیروں کا اتباع کرنے سے ان کا اتباع مناسب تر ہے۔ امجد سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ بریدہ کا اثر طبقاتِ ابن سعد میں تخریج کیا گیا ہے اور میں نے کتاب شرح الصدور میں مع ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے اثر کے، اس کو وارد کیا ہے اور نووی نے خطابی کے انکار کا ردّ کیا ہے اور کہا کہ اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ پھر نووی شرح مسلم کے یہ الفاظ ملاحظہ ہوں۔

وقد انکر الخطابی مایفعلہ ۱۶ الناس علی القبور من الخواص ونحوھا متعلقین بھذا الحدیث وقال لااصل لہ فلاوجہ لہ ۱۶۔

یعنی خطابی نے لوگوں کی قبروں پر تر شاخیں وغیرہ ڈالنے کا انکار کیا اور لا اصل لہٗ کہا، واقع میں اس کا لَا اَصْلَ لَہٗ کہنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

Marfat.com

سُبحان اللہ! خطابی کے انکار کی تو حقیقت کھُل گئی اور یہی خطابی منکرین کے اور بالخصُوص ہمارے حکیم صاحب کے بڑے مُستند تھے۔ لیکن یہاں چند باتیں اور بھی قابلِ لحاظ ہیں۔

اوّلاً :- امام عینی نے شرح صحیح بخاری میں انہیں خطابی سے نقل کیا ہے کہ ان کو سُوکھی شاخ رکھنے سے انکار ہے یا شاخِ خرُما کی خصوصیت سے کہ یہاں تر چیز ہونی چاہیے، کچھ ہو عبارت یہ ہے۔

[19] وَمنها قیل هل فی الجرید معنی یخصه فی الغرز علی القبر لتخفیف العذاب الجواب انه لا لمعنی یخصه بل المقصود ان یکون فیه رطوبةٌ من ای شجر کان ولهذا انکر الخطابی ومن تبعه وضع یالبس الجرید۔

یعنی کھجور کی شاخ میں کیا خصوصیت ہے جو قبروں پر ہی گاڑھی جاتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کھجور کی شاخ میں کوئی خصوصیت نہیں۔ مقصود تو تر سے ہے خواہ کسی درخت کی ہو اور اسی وجہ سے خطابی اور اُن کے متبعین نے قبر پر کھجور کی خشک شاخ ڈالنے کا انکار کیا ہے۔

ثانیاً :- یہی خطابی تسلیم کرتے ہیں کہ درخت کی تسبیح سے میت کے لیے تخفیف کی اُمید ہے اور عینی شرح بخاری میں ہے۔

قال الخطابی فیه دلیل علی استحباب تلاوة الکتاب العزیز علی القبور لانه اذا کان یرجی عن المیت التخفیف بتسبیح الشجر فتلاوة القرآن

یعنی خطابی نے کہا اس حدیث میں دلیل ہے کہ قبروں پر قرآن مجید کی تلاوت مستحب ہے۔ اس لیے کہ جب درخت کی تسبیح میں میت سے تخفیفِ عذاب کی امید ہوئی تو

Marfat.com

العظیم اعظم رجاء وبرکۃ۔[۲۰]

قرآنِ عظیم کی تلاوت میں تو اُمید و برکت عظیم تر ہے۔ امام خطابی کا یہ

قول بعینہٖ ہمارے مذہب کی تسلیم ہے۔

ثالثاً:۔ لطیف تر یہ ہے کہ امام خطابی صراحۃً اسی قول کو علمائے کرام کا قول بتاتے ہیں۔ علّامہ حافظ مجدّد جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کی شرحُ الصّدور بشرح اَحوالِ الموتیٰ فی القُبور ملاحظہ ہو کہ اس میں ہے۔

قال[۲۱] الخطابی ھذا عند اھل العلم محمول علی ان الاشیاء مادامت علی خلقتھا او خضرتھا وطراوتھا فانھا تسبح حتی تجف رطوبتھا او تحول خضرتھا او تقطع عن اصلھا۔[۱۸]

یعنی خطابی نے کہا کہ اہلِ علم کے نزدیک یہ اس پر محمول ہے کہ جب تک اشیاء اپنی خلقی حالت یا تازگی وشادابی پر رہیں، تسبیح کرتی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی رطوبت خشک ہو جائے اور سرسبزی جاتی رہے یا وہ اپنی اصل سے قطع کی جائیں۔

اب کم از کم اتنا ہے کہ خطابی کا قول خود مُضطرِب ہے اور مُضطرب قول قابلِ اِستِناد نہیں ہو سکتا۔ حکیم صاحب کے بڑے ماوا و مَلجاء یہی خطابی تھے، ان کا حال معلوم ہو گیا کہ یہ خود ہمارے موافق تصریح کرتے اور اسی کو علمائے کرام سے نقل فرماتے ہیں اور بالفرض اگر خطابی بشافعی منکر ہوتے تو بھی حکیم صاحب کو ان کے قول کے مقابلہ میں حدیث شریف و تصریحات و فِقہ حنفی چھوڑتے شرم آنی چاہیئے۔ بالخصوص جبکہ علماء اس کو رَدّ کر چکے ہوں۔ جب حدیث شریف سے صراحتاً ثابت ہے کہ خود سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنے دستِ مبارک سے تر شاخیں قبروں پر جمائیں اور

Marfat.com

صحابۂ کرام نے اُن کا اِتباع کیا، قَرناً فقرناً عام مسلمانوں میں رائج رہا۔ عُلمائے حنفیہ نے اُسے مستحب کیا پھر اس اَمر میں گفتگو کرنا اور یہ کہنا کہ فلاں شافعی یا مالکی نے انکار کیا ہے کیا معنیٰ ؟ آپ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فعل شریف کا اِتباع کیجئے۔ اپنی فِقہ حنفی کی پیروی کیجئے، ہاں جب فِقہ در کنار، دل میں فعلِ اقدس کی قدر نہ ہو تو آدمی مجبور ہے۔

رہا آپ کا یہ عُذر کہ یہ فعل حضور یومُ النشور علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم کے ساتھ خاص تھا، قابلِ تسلیم نہیں۔ اگر حکیم صاحب کو علمِ اصول سے کچھ بھی تعلق ہوتا تو یہ نہ فرماتے کیونکہ زید، عمرو بکر کا کسی فعل کو آں سرور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ساتھ مختص کہہ دینا دلیلِ خصوصیت نہیں۔ جب تک کہ اس کی تخصیص آں سرور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ساتھ دلائلِ شرعیہ سے نہ ثابت ہو، ہنوز جناب کو اتنی خبر نہیں کہ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے افعالِ شرعیہ کا ادنیٰ مرتبہ اِباحت ہے۔ جب ہی تو بے دھڑک شافعیں جمانے کو مکروہِ تحریمی بتا دیا۔ ملاحظہ ہو حسامی، اس میں ہے۔

وما لم يعلم على اى جهته فعله قلنا فعله على ادنىٰ منازل افعاله وهو الاباحة لان الاتباع اصل فوجب التمسك به حتى يقوم دليل الخصوصية۔[۲۲]

اس عبارت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ جب یہ نہ معلوم ہو سکے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے یہ فعل کس جہت پر کیا تو سمجھ لینا چاہیئے کہ حضور کا فعل کم از کم حضور کے افعالِ شریفہ کے ادنیٰ منازل پر ہوگا اور کم سے کم مرتبہ آں سرور

Marfat.com

جاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افعالِ شریفہ کا اِباحت ہے۔ تو جب تک دلیلِ خصوصیت قائم نہ ہو، حضور کے افعالِ شریفہ کے ساتھ تمسّک واجب ہوگا۔ کیونکہ حضور کا اتباع لازم ہے۔

ہم تو حضور ہی کو مُقتدا جانتے ہیں اور حضور ہی کے افعالِ شریفہ کا اتباع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی التجا کرتے ہیں کہ ہمیں تا دمِ آخیر ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا اِتباع نصیب فرمائے اور اُنہیں کے مُتبعین میں ہمارا حشر کرے آمین۔ مگر حکیم صاحب حدیث دیکھتے ہوئے زید، عمرو بکر کے افعال تلاش کرتے پھرتے ہیں کبھی مفید المومنین اٹھا لاتے ہیں۔ کبھی مولوی اسحاق دہلوی کی مأتہ مسائل کا سبق سناتے ہیں، اے حکیم صاحب! یہ کچھ کام نہ آئے گا۔ رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا اِتباع کیجیے۔

حکیم صاحب نے مجمعُ البحار کی عبارت کے بعد عینی کی عبارت نقل کی ہے۔ اس کا حال یہ ہے کہ عینی کی عبارت کے اتنے بڑے ٹکڑے کا مضمون تو وہی ہے جو مجمعُ البحار کی عبارت کا تھا مگر میں علامہ عینی کی عبارت نقل کر چکا ہوں جس کو حکیم صاحب حسبِ عادت اُڑا گئے اور مزید براں اور بھی سُنیے تاکہ واضح ہو کہ حکیم صاحب، علماء کرام کے کلام میں کس قدر کڑوا کڑوا تھو پر عمل کرتے ہیں اور عوام کو یوں دھوکہ دیں کہ ہم تو اُن کے کلام سے سَند لاتے ہیں۔

۲۳ واهل التحقيق على انه ليسبح واذ كان العقل لا يحيل جعل التميز فيها وجاء النص وجب المصير اليه واستحب العلماء قراءة القرآن عند القبر بهذا الحديث لانه اذا كان

Marfat.com

یرجی التخفیف بتسبیح الجرید فتلاوۃ القرآن اولیٰ فان قلت ما الحکمۃ فی کونہما دامارطبین یمنعان العذاب بعد دعوی العموم فی تسبیح کل شیٔ قلت یمکن ان یکون معرفۃ ھذا کمعرفۃ عدد الزبانیۃ فی انہ تعالیٰ ھو المختص بہا[19]۔

اعتراض نمبر ۱: سوائے[لہ] آنحضرت صلعم کے سلف صالحین و ائمۂ مجتہدین سے ہرگز ثابت نہیں ہوسکتا کہ اُن کا بھی یہ معمول تھا۔

جواب: سبحان اللہ! حکیم صاحب کے لیے آں سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے ثابت ہونا کافی نہیں۔ اگر اور لوگوں سے ثابت ہوتا تو مان لیتے (شرم)

لہ حکیم صاحب نے اپنے اس قول کی بنا پر مولوی اسمٰعیل صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک مشرک ٹھہرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا سلف صالحین وائمہ مجتہدین کے سند چاہتے ہیں اور صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک یہ شرک ہے۔ چنانچہ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۴ میں لکھتے ہیں جو کوئی کسی امام یا مجتہد کی یا غوث و قطب یا مولوی یا باپ دادوں کی یا کسی بادشاہ وزیر کی یا پادری یا پنڈت کی بات کو اور ان کی راہ و رسم رسول کے فرمانے سے مقدم سمجھے اور آیت و حدیث کے مقابل میں اپنے پیر و استاذ کے قول پند پکڑے (مجھ سے حکیم صاحب نے حدیث کے مقابل مولوی اسحاق کے قول کی سند پکڑی) تم یا خود پیغمبر ہی کیوں نہ سمجھے کہ شرع الٰہی کا حکم ہے ان کا بھی جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور یہی بات ان کی اُمت پر لازم ہو جاتی تھی، سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے ۱۲)

Marfat.com

اعتراض ۱۱ اور جو کہ حضرت بریدہؓ کی وصیت اور روایت سے استدلال کیا ہے کہ شاخہائے کا تر کا قبور پر ڈالنا عموماً جائز ہے۔ ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے۔

جواب: ہاں جب رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہونا آپ نے کافی نہ سمجھا تو بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کیوں ماننے لگے ہو، وہ تو صحابی ہیں مگر یہ بھی تو فرما چکے ہو کہ سلف صالحین سے ثابت ہوگا تو تسلیم کریں گے، کیا آپ نے حضرت بریدہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلف صالحین میں بھی شمار نہیں کیا۔ آپ کے نزدیک ان کا پایہ مولوی اسحاق دہلوی سے بھی کچھ کم ہے جو اُن کا قول تو تسلیم کر لیا اور ان کو روایت تسلیم نہیں کرتے (ہائے ایمان۔ حیا)

اعتراض ۱۲ علامہ عینی نے شرح بخاری میں لکھا ہے۔

واما امر من ایصاء بریدة فاجاب منه القسطلانی کان بریدة حمل الحدیث علی عمومه ولم یره خاصا ولکن الظاهر من تصرف المؤلف ان ذالك خاص المنفعة بما فعله صلی الله علیه وسلم ببرکته الخاصة به وان الذی ینفع اصحاب القبور انما

یعنی وصیتِ حضرت بُریدہ کی جو گزری، اس کا جواب قسطلانی نے یوں دیا ہے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کو محمول عموم پر کیا ہے اور اس بات کا لحاظ نہیں کیا کہ یہ حدیث خاص ہے لیکن ظاہر تصرفِ مؤلف سے یہ بات ہے کہ یہ منفعت خاصّہ آپ کے فعل اور برکت مختصّہ سے تھی اور اصحابِ قبور جو نفع یاب ہوتے

Marfat.com

هوالاعمال الصالحۃ فلذالک عقبہ بقولہ ورای ابن عمر فسطاطا انتھیٰ۔

ہیں وہ عمل صالح سے ہوتے ہیں، اسی واسطے علامہ قسطلانی نے تعاقب فرمایا ہے اور کہا ہے کہ ابن عمر نے اس کو خرگاہ جانا ہے انتہیٰ بلفظہٖ۔

جواب: اوّلاً علاوہ کشف و کرامات در فنِ تاریخ ہم کمالے دارند۔ کہاں امام عینی اور کہاں قسطلانی سے نقل۔ یہ عبارت جسے حکیم صاحب عینی میں قسطلانی سے منقول بتاتے ہیں یعنی کان بُریدۃ حَمل علیٰ عُمومہٖ الخ ضرور قسطلانی کی عبارت ہے مگر حکیم جی کو خبر نہیں کہ امام عینی، ان قسطلانی کے استاذ الاستاذ کے رُتبہ میں ہیں۔ قسطلانی سخاوی کے شاگرد ہیں اور سخاوی عسقلانی کے اور عسقلانی و عینی دونوں ہم عصر اور ہم شہر ہیں، قسطلانی میں صدہا جگہ عینی سے نقول ہیں نہ کہ عینی پیشگی قسطلانی سے نقل کرنے بیٹھیں۔ امام عینی کی وفات ۸۵۵ھ میں ہے اور قسطلانی کی وفات ۶۸ سال بعد ۹۲۳ھ میں۔ خود قسطلانی اپنی شرح کے شروع میں بخاری کے نمبر شمار میں لکھتے ہیں۔

شرحہ العلامۃ بدرالدین العینی الحنفی فی عشرۃ اجزاء وازید وسماہ عمدۃ القاری شرع فی تالیفہ فی اواخر رجب ۸۲۱ھ وفرغ منہ خامس جمادی الاولیٰ ۸۴۷ھ۔

حکیم صاحب اگر اپنی منقولہ عبارت عینی میں دکھلادیں تو ہم تین پائی کا ایک ڈبل اُن کے عطّار کو عطا کریں گے اور حکیم جی کی ایک چہارم الگ۔

ثانیاً اہلِ علم قسطلانی کی عبارت اور حکیم صاحب کے ترجمہ کو ملاحظہ فرما کر حکیم صاحب کو اُن کی لیاقت داد دیں۔

Marfat.com

اعتراض ۱۳ فذلک عقبہ وری ابن عمر فسطاطا کا ترجمہ کرتے ہیں۔ اس واسطے علامہ قسطلانی نے تعاقب فرمایا ہے (کیا خوب) اور کہا ہے کہ ابن عمر نے اس کو (کسی کی قبر پر شاخیں ڈالنے کو یا اور کسی چیز کو یا حکیم صاحب کو) جو خرگاہ جانا ہے (سبحان اللہ) کیا مطلب۔

حکیم صاحب! کیا فرما رہے ہو، کیا آپ کے وہم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قبر پر شاخیں ڈالنے کو خرگاہ سمجھ گئے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اللہ اللہ حکیم صاحب کی علمی لیاقت۔ اگر کسی شرح جامی پڑھنے والے طالبِ علم کو یہ عبارت دے دیجئے تو وہ بھی اس سے مطلب نکال لے گا اور حکیم صاحب ہیں کہ چکرا رہے ہیں۔ پھر کوئی بات کسی کی سمجھ میں نہ آئی تو خاموش ہی ہو رہے۔ ترجمہ ہی نہ کرتے مگر نہیں، بحکم آنچہ خواہی گوئے فرمائے ضرور جانے ہیں، درست ہو یا نا درست۔ غرض لا یعرف ما جری علی لسانہ و لا یدری ما یخرج من راسہ۔ سبحان اللہ! حکیم صاحب کی لیاقتِ علمی بھی بڑے پائے کی ہے۔ اب حکیم صاحب اپنے اس فقرے کا مطلب بیان فرمائیں۔

"ابنِ عمر نے اس کو خرگاہ جانا ہے"۔ افسوس صد افسوس۔

ع آدمیاں گم شد ند ملک حکیمے گرفت

آج کل وہ لوگ اہلِ علم کی شمار میں ہیں جنہیں آسان سی عبارت کے ترجمہ تک کی لیاقت نہیں۔ پھر اس کی کیا شکایت کہ لم یرہ خاصًا کا یہ ترجمہ کیا کہ یہ حدیث خاص ہے۔ اس کا یہ مفاد کہ یہ حدیث تو واقع میں خاص ہے مگر معاذ اللہ، بُریدہ صحابی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بے غوری سے اسے عام جان لیا۔ حکیم صاحب! یہ ولم یدرانہ خاص کا

Marfat.com

مفاد ہوتا۔ لم یرہ خاصا کا مطلب صرف اتنا ہوتا ہے کہ بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے خاص نہ مانا۔

جناب حکیم صاحب! قسطلانی کا جواب جو آپ نے عینی سے نقل کیا ہے۔ جس کا مطلب جناب نہیں سمجھے ہیں، اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تو حدیث اپنے عُموم پر ہے تو یقینی مگر بخاری کا اثرِ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اثرِ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لانا اس کا مُوہم ہے کہ شاید انہوں نے اس مَنفَعت کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے دستِ مبارک کی برکت کے ساتھ مُختص خیال کیا ہو۔

تو جنابِ من! اوّل تو یہ ہی کب یقینی کہ امام بخاری نے خاص سمجھا اور بالفرض اگر تسلیم بھی کیا جائے تو ان کی رائے صحابی کی رائے کے مقابل کیا وُقعت رکھتی ہے۔ لا سیما وقد خالفہ، عامۃ المحدثین والفقہاء۔

علّامہ حافظ جلال الدین سیوطی نے زہر الربیٰ شرح نسائی شریف[1] میں بعد ذکرِ وصیتِ حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمایا:

وھو اولیٰ بان یتبع من غیرہ[2]	کہ غیروں کا اِتّباع کرنے سے ان کا اِتّباع زیادہ مناسب ہے۔

خصوصاً اصولِ حنفیہ میں مقرر ہو چکا ہے کہ تاویل صحابی تمام تاویلات پر مُرجح ہے مگر حکیم صاحب کو حنفیہ سے کچھ تعلق ہی نہیں۔

اعتراض ۲۸ تیسرے یہ کہ اس حدیث سے گُل و ریاحین کا ڈالنا ہرگز ثابت نہیں جیسا کہ بعض نے سمجھا ہے۔ انتہیٰ بلفظہٖ۔

Marfat.com

الجواب: - حکیم صاحب نے اس مدعا پر چار عبارتیں بحوالۂ عمدۃ القاری وفتاویٰ قرطبیہ ومفید المؤمنین ومنہاج العارفین پیش کیں، مگر نہ معلوم کہ فتاویٰ قرطبیہ دنیا کی کس اقلیم کے کس شہر کے کس مطبع میں کس کے اہتمام سے چھپ کر عنقا ہو گیا۔ حکیم صاحب سے تصحیح نقل کے لیے ہر چند طلب کیا مگر پیش نہ کر سکے اور یہی فرماتے رہے کہ آپ اطمینان رکھیے۔ عبارتوں کی نقل میں کوئی خیانت نہیں کی گئی، یہ لچوروں کا کام ہے، مگر جن عبارتوں کی تصحیح نقل کی گئی، انہیں ناظرین ملاحظہ کر چکے ہیں کہ کس درجہ کی احتیاط کے ساتھ حکیم صاحب نے عبارتیں نقل کی ہیں۔

یہاں یہ بھی جو عبارت نقل کی ہے اس میں بھی حسب عادت طُرفہ قَطع بُرید فرمائی ہے، اگلا ہضم پچھلا ہضم، بیچ کے جملہ پر اِستِنادِ گرم۔

وما یفعله اکثر الناس من وضع ما فیه رطوبته من الریاحین والبقول ونحوهما علی القبور لیس لبشئی تو لکھ ڈالا مگر بے سروپا کر کے۔ عینی میں اس کے اوّل وہ عبارت ہے جو میں ابھی اس کے صفحہ نمبر ۸۷ سے نقل کر چکا، جس میں حکیم صاحب کے اس مرضِ وَہم کا شافی علاج اور صاف مُصرّح تھا کہ کچھ شاخہائے خرما کی تخصیص نہیں بلکہ کسی درخت سے ہو، تر ہو، ولہذا خطابی وغیرہ نے خشک شاخ بے برگ سے انکار کیا اور اس کے آخر وہ جملہ تھا جو اس عبارتِ منقولۂ حکیم صاحب کا بھی مطلب کھولتا اور ان کے اصل مقصود کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینکتا ہے، اسے بھی کیوں نہ اُڑا دیتے۔ وہ کیا تھا یہ کہ قبروں پر جو پھول وغیرہ تر چیزیں ڈال دیتے ہیں یہ کچھ نہیں بلکہ سنت۔

وانما السنۃ الغرز یعنی سنّت گاڑنا اور جمانا ہی ہے۔

Marfat.com

اس فقرہ نے حکیم صاحب کے مدعا کی بالکل بیخ کنی کر دی یعنی جس کو حکیم صاحب نے مکروہِ تحریمی بتایا، اسی کو امام عینی نے سنّت فرمایا۔ اسی وجہ سے تو حکیم صاحب نے فقرہ کو نقل نہ کیا۔ اب اسے چاہے حکیم صاحب دیانت فرمالیں، چاہے احتیاط نام رکھیں۔

حکیم جی اس عبارت میں پھول اُوپر سے رکھ دینے کی نسبت لیس بشیٔ یعنی کچھ نہیں کا لفظ دیکھ کر خوش ہوئے ہوں گے اور یہ خبر نہیں کہ یہ لفظ کبھی بایں معنیٰ آتا ہے کہ کچھ ضرور نہیں، تو صرف نفیٔ وُجوب کرے گا۔ کبھی بایں معنیٰ کہ طریقہ مسلوکہ فی الدین نہیں تو فقط نفیٔ سنّت کرے گا، منافیٔ اِستحباب نہ ہوگا۔ کبھی بایں معنیٰ کہ کوئی عبارت نہیں تو نفیٔ ندب کرے گا۔ منافیٔ اِباحت نہ ہوگا، کبھی بمعنیٰ کراہت بھی مستعمل ہوتا ہے۔ درِمختار میں ہے۔

[۲۵] وقوف الناس یوم عرفۃ فی غیرھا تشبھا بالواقفین لیس بشیٔ ھو نکرۃ فی موضع النفی فتعم انواع العبادۃ من فرض وواجب ومستحب فیفید الاباحۃ وقیل یستحب ذالک کذا فی مسکین۔

ردالمختار میں ہے۔

[۲۶] فی الذخیرۃ عن محمد عنہ ای عن الامام رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کان لایراھا شیأً وتکلم المتقدمون فی معناھا، فقیل لایراھا سنۃ وقیل شکوانا ماوقیل اراد نفی الوجوب وقیل نفی المشروعیۃ وان فعلھا مکروہ لایثاب علیہ بل ترکہ اولیٰ، وعزاہ فی المصطفٰے الی الاکثرین، فان کان مستند الاکثرین

Marfat.com

ثبوت الروایۃ عن الامام بہ فذلك والافکل
من عبارتیہ السابقین محتمل والاظہر انہا مستحبہ
لما نص علیہ محمد[۲۱]

ایسی محتمل عبارت سے اِستناد محض خرط القتاد بلکہ اس کے مقابل ان کا فرمانا کہ وانما السنۃ الغرز، معنی دوم کا اشعار کرتا ہے یعنی ڈالنا سنت نہیں، تو اس میں میرے حکمِ منقولِ شامی و عالمگیری کا کیا خلاف ہوا۔
ان کے سوا جو اور عبارتیں، قبر پر پھول ڈالنے کے انکار میں حکیم صاحب نے پیش کی ہیں، ان سے نہ بہ نیتِ زینت پھول ڈالنے کی کراہت ثابت ہوتی ہے اور یہ مبحوث عنہ نہیں بلکہ مبحوث عنہ تو یہ ہے کہ بغرضِ نفع میت قبروں پر پھول ڈالنا جائز ہے یا نہیں۔ اس کے جواب میں میں پہلے عالمگیری اور شامی کی عبارتیں پیش کر چکا ہوں اور اب پھر فتاویٰ برہنہ کی عبارت پیش کرتا ہوں۔

ودر خبر است کسے کہ زیارت کند و گوید اللّٰھُمَّ
اِنِّیٓ اَسْئَلُكَ محمّد وّآل محمّد ان لا تعذب المیت
حق تعالیٰ عذاب ازاں گور بردارد تا نفخ صور و
گل ریحان برگور نہادن اولی است کہ تا ترست
تسبیح می گوید۔

ومیت ازاں انس می گیرد ازیں جا گفتہ اند کہ گیا
تر از گور نشاید دُور کردن ھر چیز گیاہ تر بود اثر
رحمت بیشتر بود کما فی الترغیب و تصدق
بقیمت اولی تر[۲۲]

Marfat.com

ایسا ہی فقہ اکبر کی اکثر کتابوں میں مسطور ہے، بنظرِ اختصار چھوڑا جاتا ہے مگر مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کی ایک عبارت اور پیش کی جاتی ہے کیونکہ حکیم صاحب غالباً ان کے ضرور معتقد ہوں گے۔

فتاویٰ عزیزیہ میں ہے۔

ونہادن گل و خوشبو ماخوذ ازاں ست کہ کفن میت را بخوشبو وکافور ودیگر چیزھا ازیں جنس مثل حنوط یعنی ارگچہ آمدہ است وحالانکہ میت در قبر است ازیں چیزھا بر قبر می نہند تا مشابہت بمیت تازہ بہم رسد، محتمل است کہ ازیں نہادن خوشبو سرور بمیت می رسید زیراکہ دریں حالت روح بسیار متلذذ باستعمال خوشبو می شود وروح باقی ست ھرچند آلہ وصول خوشبو در حالت زندگی کہ قوت شامہ است مفقود ست اما قیاسا برلذت کہ میت رامی رسد بعد موت ازروئے شرع شریف ثابت یعنی لذت ھائے عالم کہ در احادیث صحیحہ آمدہ است کہ قبانیۃ من روحھا وطیبھا و در حق شہدا در قرآن مجید وارد ست یرزقون فرحین اثبات می توانند نمود۔

اعتراض ۱۵: یہ امر ہر ذی عقل و فہم پر ہویدا ہے کہ روایت فتاویٰ غرائب بمقابلہ احادیث کثیرہ و آثارِ صحابہ وروایاتِ کتب معتبرہ فقہیہ کیا

Marfat.com

وُقعت رکھتی ہے۔ انتہیٰ بلفظہٖ۔

الجواب :۔ حکیم صاحب میری پیش کی ہوئی عبارت کو فرماتے ہیں کہ بمقابلہ احادیثِ کثیرہ کیا وُقعت رکھتی ہے۔ یہ فرمانا حکیم صاحب کا

- جب درست تھا کہ جب کوئی حدیث اپنے مدعا کی تائید میں پیش کرتے مگر ایک حدیث بھی پیش نہ کر سکے اور احادیثِ کثیرہ کا نام لے دیا۔ (دیانت)
- ایسے ہی حکیم صاحب نے آثارِ صحابہ کا ذکر فرمایا اور باوجودیکہ انہوں نے میرے جواب میں ایک بھی اثر کسی صحابی کا پیش نہیں کیا (جرأت)
- البتہ جو حدیثیں اور اکثر میں نے پیش کیے تھے اُن کے تسلیم کرنے سے انکار کیا (ایمانی قوت)

اسی طرح حکیم صاحب نے روایاتِ کتب فقہیہ معتبرہ کا ذکر فرمایا ہے سو آپ کے جو معتبرات ہیں۔ سبحان اللہ عجیب ہیں، ایک تو اُن میں سے فتاویٰ قرطبیہ ہے جس کو حکیم صاحب تصحیح نقل کے وقت پیش نہ کر سکے، نہ کہیں جہاں میں اس کا پتہ نشان۔ ایک مولوی اسحاق صاحب دہلوی کے مائتہ مسائل ہے جس میں اکثر مسئلے غلط لکھے ہیں اور جس کی عباراتِ منقولہ کتب منقول عنہا کے خلاف ایسی ہیں۔ حکیم صاحب کی ایک آدھ اور بھی کوئی معتبر کتاب ہو گی جس کے سامنے وہ میری پیش کردہ شامی اور عالمگیری جیسی معتبر کتابوں کی عبارتوں کو بے وُقعت بتاتے ہیں۔ اہلِ علم انصاف کریں۔

اعتراض ۱۶ : سوائے اس کے یہ چالاکی مجیب کی قابلِ دید ہے کہ بقولے میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھُو تھُو۔ مفید مطلب جو عبارت فتاویٰ عالمگیری کی تھی اس کو تو خوشی خوشی لکھا دیا اور جو غیر مفید مطلب عبارت جو اُس کے ہی آگے ہے نظر انداز کی، اصل عبارت فتاویٰ عالمگیری کی یہ ہے

Marfat.com

وضع الورد والریاحین علی القبور حسن وآں تصدق قیمتہ کان حسن

اوّل تو مجیب صاحب نے اس بددیانتی سے کام لیا کہ پورے مسئلہ فتاویٰ کو بیان نہ فرمایا دوسرے یہ کہ لفظ حسن اور اَحسن میں بھی مجیب صاحب نے امتیاز نہ کیا کہ قول مفتیٰ بہ کو کس کس لفظ سے تعبیر کرتے ہیں انتہیٰ بلفظہ۔"

جواب :۔ حکیم صاحب نے میری نسبت بددیانتی کا لفظ تحریر فرمایا، یہ اُن کی عنایت ہے اور بھی جو چاہیں فرمائیں، مگر الحمد للہ کہ مَیں بہ عنایتِ الٰہی اِس خصلت سے دُور ہوں۔ حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ غیر مفید عبارت چھوڑ دی، مَیں عرض کرتا ہوں کہ غیر مفید عبارت کا چھوڑ دینا بددیانتی نہیں ہے، بلکہ اس کا لکھنا ہی سراسر عبث اور فضول ہے، مَیں نے جو عبارت چھوڑی ہے نہ مجھے مفید نہ حکیم صاحب کو، پھر حکیم صاحب مجھ پر الزام لگانا اور میری طرف بددیانتی کی نسبت کرنا محض کرم ہی کرم ہے۔ میں نے جو عبارت چھوڑی ہے، اسے مسئلہ زیرِ بحث سے واسطہ ہی نہیں۔ مسئلہ زیرِ بحث تو یہ ہے کہ قبروں پر پھُول ڈالنا کیسا ہے، عالمگیری میں لکھا ہے کہ اچھا ہے خوب ہے چنانچہ اس مضمون کی عبارت میں پیش کر چکا ہوں، جو عبارت میں نے چھوڑ دی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ پھولوں کی قیمت، کا صدقہ کر دینا بہتر ہے' نہ اس وقت یہ مسئلہ زیرِ بحث' نہ اِس سے مسئلہ زیرِ بحث کو کچھ ضُعف یا نقصان۔ پھر حکیم صاحب کا خواہ مخواہ میری طرف بددیانتی کی نسبت کرنا اُن کی عنایت ہے۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ حکیم صاحب نے یہ پیش بندی کی یعنی چونکہ وہ اپنی تحریر میں بہت سی عبارتوں کی خبر لے چکے تھے اس لیے اس خیال سے کہ ہمیں ضرور ہماری حرکتوں پر بددیانت کہا جائے گا، ہم بھی تو ایک مرتبہ اپنے دل کی ہوس نکال لیں۔

Marfat.com

حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ لفظ حَسَن اور اَحسَن میں مجیب صاحب نے امتیاز نہ کیا کہ قولِ مفتیٰ بہٖ کو کس لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ عرض کرتا ہوں کہ پھر جناب نے کیوں نہ امتیاز کر دکھایا اور اب کچھ مردانگی ہے، تو اب امتیاز کر کے اپنا مدعا ثابت کر دکھایئے۔ میرے نزدیک تو جناب کو ابھی لفظوں کا ترجمہ کرنا بھی آسان نہیں ہے جو اس موقع پر یہ فرمادیا کہ قولِ مفتیٰ بہٖ کو کس لفظ سے تعبیر کرتے ہیں، سُنو صاحب حَسَن کا ترجمہ اچھا اور اَحسَن کا ترجمہ بہت اچھا ہے۔ پھر اس عبارت کا ٹھیٹھ اُردو میں یہ ترجمہ ہوا کہ قبروں پر پھُول ڈالنا اچھا ہے اور قیمت کا صدقہ کردینا بہت اچھا۔ حکیم صاحب ذرا سمجھیئے، یہاں دو مسئلے مذکور ہیں۔ ایک قبر پر پھول ڈالنے کا اور دوسرا اس کی قیمت کے صدقہ کردینے کا۔

پہلا مسئلہ جو زیرِ بحث ہے اُس میں اختلاف ہی کہاں نقل ہوا اور کئی اقوال ہی کس نے بیان کیے جو یہ اِحتمال ہو سکے کہ ایک قول مفتیٰ بہٖ اور باقی قول غیر مفتیٰ بہا ہیں۔

دوسرے یہ کہ میں نے عالمگیری کے تمام مسائل لکھ ڈالنے کا ذمہ نہیں لیا تھا۔ مجھے صرف مسئلہ زیرِ بحث لکھنا تھا۔ ایسی صورت میں جناب کا مجھ پر بددیانتی کا الزام لگانا اور مجھ سے قول مفتیٰ بہٖ و غیر مفتی بہٖ میں امتیاز کرانا آپ کی دیانت اور امتیاز کی خوبی ہے۔

لطیفہ: حکیم صاحب نے اپنی تحریر کے آخر میں یہ بھی گِنایا ہے کہ ہم نے اتنے صاحبوں کے اقوال نقل کیے۔ اس میں بھی یہ دیانت کہ ایک ایک صاحب کو دو دو دفعہ گِنا گئے چنانچہ عینی شارح بخاری عمدۃ القاری شارح بخاری لکھ ڈالا۔ علامہ بدرالدین ابو محمد احمد عینی رحمۃ اللہ تعالےٰ کو

Marfat.com

ایک جگہ عینی شارح بخاری دوسری جگہ صاحبِ عمدۃ القاری شارح بخاری کہہ کر گنا دیا یعنی ایک شخص کو دو بنا دیا مگر باوجود ان تمام حرکات کے ان کے نزدیک بددیانت میں ہی ٹھہرا۔ سبحان اللہ۔

اعتراض ۷: حکیم صاحب ادر ایک امر یہ بھی قابلِ لحاظ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برائے تخفیفِ عذاب اُن شاخہائے تر کو نصب فرمایا تھا۔ جب عام طور سے یہی فعل مسنون قرار دیا جائے گا تو اس کے ساتھ ضرور ماننا پڑے گا کہ ہر صاحبِ قبر مُعذّب بعذابِ الٰہی ہے اس میں تمام علماء صالحین و اولیاء کاملین و آئمہ مجتہدین و اکابر معتقدین داخل ہو گئے اس بنا پر بہ عقیدہ مجیب صاحب یہ لازم آئے گا کہ کوئی شخص ناجی ہی نہیں جس قدر ہیں سب ناری ہیں و مُعذّب ہیں نعوذ باللہ منہا انتہیٰ بلفظہٖ۔

جواب: حکیم صاحب کی کم علمی ہے جو انہوں نے شعر پیش کیا کیونکہ اس خبط کا رد علامہ بدر الدین ابو محمد بن محمود بن نصر عینی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں پہلے ہی فرما چکے ہیں۔

ومنھا[۲۹] انہ قیل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم علل غرزھما بامر مغیب من العذاب ونحن لا نعلم ذالک مطلقاً الجواب انہ لا یلزم من کوننا لا نعلم یعذب ام لا ان نترک ذالک الا تری اننا ندعو للمیت بالرحمۃ ولا نعلم انہ یرحم ام لا۔[۲۳]

اسی طرح شیخ الاسلام قاضی القضاۃ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے۔

حاصل یہ کہ شبہ کیا گیا کہ نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم نے

Marfat.com

شاخیں جمانے کی نسبت ایک امرِ غیب یعنی ان کا مُعذّب ہونا بیان فرمایا اور ہمیں اس کا مطلق علم نہیں (بعینہٖ یہی شبہ حکیم صاحب کا ہے) آئمہ مذکورین فرماتے ہیں اِس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے یہ نہ جاننے سے کہ اس صاحبِ قبر پر عذاب کیا جاتا ہے یا نہیں، یہ لازم نہیں آتا کہ ہم شاخیں جمانا بھی چھوڑ دیں۔ کیا نہیں دیکھتے کہ ہم میت کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ اس پر رحم کیا جائے گا۔ اب حکیم صاحب انصاف پر آئیں اور تسلیم کریں۔ بحمدہٖ تعالیٰ اُن کے تمام خدشات وشبہات کا کافی علاج کر دیا گیا ہے۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ:

حررہٗ عبدہٗ المسکین المعتصم بحبلہٖ المتین

محمد نعیم الدین

تمت

جامعہ رحمانیہ نقشبندیہ
آزاد کشمیر
طارق ابن قاسم

Marfat.com

مَاخَذ ومَراجِع

(۱) مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲

(۲) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، جزء ثامن کتاب الموت من قسم الافعال صفحہ ۱۲۱ للشیخ علاؤ الدین علی المتقی مطبوعہ مطبع دائرۃ المعارف النظامیہ، الواقعہ حیدر آباد دکن۔

(۳) شرح صدور صفحہ ۲۱۱۔

(۴) ردالمختار شرح الدرالمختار صفحہ ۹۴۶، مطبوعہ مصر۔

(۵) فتاوٰی عالمگیریہ جلد صفحہ

(۶) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح۔
جلد ۱ صفحہ ۲۸۶، مطبوعہ مصر۔

(۷) ایضاً۔

(۸) فتح الباری شرح صحیح البخاری۔
جلد ۱ صفحہ ۲۷۶، مطبوعہ میریہ مصر۔

(۹) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، جلد اوّل صفحہ ۸۷۷
مطبوعہ مطبع عامرہ دارالسلطنت عثمانیہ۔

(۱۰) ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، جلد اوّل صفحہ ۲۳۵۔

(۱۱) شرح صحیح مسلم لامام نووی، صفحہ ۱۲۰ سطر ۶۔
مطبوعہ نولکشور۔

(۱۱) ایضاً صفحہ ۱۴۱۔

Marfat.com

(۱۲) ردالمحتار شرح درالمختار، صفحہ ٦٦، مطبوعہ مجتبائی۔

(۱۳) مجمع البحار جلد سوم صفحہ ۲۹۷، مطبوعہ نولکشور۔

(۱۴) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل صفحہ ۲۴۷۔

(۱۵) زہرالربی علی المجتبیٰ (شرح نسائی) صفحہ ۱۵، ۱٦

مطبوعہ مطبع نظامی۔

(۱٦) نووی شرح مسلم جلد اوّل صفحہ ۱۲۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی۔

(۱۷) عینی شرح بخاری جلد اوّل صفحہ ۸۷۵۔

(۱۸) شرح الصدور بشرح احوال الموتی فی القبور۔

امام سیوطی صفحہ ۲۱۱، مطبوعہ مطبع محمدی لاہور۔

(۱۹) عینی شرح بخاری، جلد اوّل صفحہ ۸۷۴۔

(۲۰) زہرالربی شرح سنن نسائی صفحہ ۱۳۔

(۲۱) درمختار صفحہ ۵٦۲۔

(۲۲) فتاویٰ برہنہ جلد اوّل صفحہ ۳٦۲، مطبوعہ مطبع نولکشور۔

(۲۳) عمدۃ القاری شرح بخاری جلد اوّل صفحہ ۸۷۹، مطبوعہ

مطبع عامرہ دارالسلطنت عثمانیہ۔

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com